

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُلْ إِن كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ
نہایت مفید و جامع رسالہ

داڑھی کا وجوب

موقفہ

حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور

مع رسالہ مستطاب

داڑھی کی اسلامی حیثیت

مصنفہ

حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین صاحب نقشبندی مجددی

ناشر

مظہری، گلشن اقبال بلاک ۲۱ کراچی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ
 آپ فرمادیجئے کہ اگر تم خدائے تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو خدا تم سے محبت کرنے لگیں گے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع میں
 رسالہ

دارطہی کا وِتْوَبُ

جس میں احادیث اور فقہائے کرام اور دیگر اقوال سے دارطہی کی اہمیت بیان کی گئی ہے
 اور یہ بتایا گیا ہے کہ دارطہی سارے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ رہا ہے

مؤلفہ
 حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنوی

ناشر
 مکتب خانہ مظہری گلشن اقبال بلاک کراچی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ

اس سال یعنی ۱۳۹۵ھ میں سفر ہند کے موقع پر ایک عجیب بات پیش آئی۔ اس ناکارہ کی روانگی جدہ سے ہندوستان کے لئے ۲۱ اگست ۱۹۷۵ء مطابق ۲۸ رجب ۱۴۰۱ھ چار شنبہ ہوئی اور اسی روز بمبئی پہنچا ہوا۔ خیال بمبئی میں دو تین روز قیام رکھا تھا۔ مگر بمبئی جا کر معلوم ہوا کہ مولانا انعام الحسن صاحب کو مالیر کوٹلہ کا تبلیغی سفر درپیش ہے۔ انہوں نے بمبئی کے اجباب کو لکھ رکھا تھا کہ بمبئی میں ذکر یا قیام زیادہ نہ کرایا جائے اس لئے یہ ناکارہ ایک دن بمبئی ٹھہر کر جمعہ کو بمبئی سے دہلی روانہ ہو گیا اور ایک شب قیام کے بعد مولانا انعام الحسن صاحب مالیر کوٹلہ کے لئے اور یہ ناکارہ سہارنپور کے لئے روانہ ہو گیا۔ سہارنپور سے واپسی اس سال بجائے طیارہ کے باڈر کے راستہ سے ہوئی اور ۲۲ ذی قعدہ ہندی جمعہ کے دن صبح کو پاکستانی باڈر پہنچا ہوا پاکستان کا تبلیغی اجتماع جو شنبہ سے شروع ہو رہا تھا اس روزہ تھا پاکستان میں چند مواقع پر ٹھہرنے کے بعد ۲۱ نومبر ۱۹۷۵ء ذیقعدہ ہندی کو مکہ مکرمہ واپس پہنچا۔ سہارنپور کے زمانہ قیام میں اس مرتبہ خلاف معمول داڑھی کے مسئلہ پر بہت سی مجھے اشتعال رہا۔ مجھے خود بھی خیال آتا رہا اور دوستوں سے بھی ہاتھ اس سرتی لکیر تو میرے مزاج میں پہلے نہیں تھی۔ ہر موقع پر قاطع اللہ جیہ کو دیکھ کر طبیعت میں جوش پیدا ہوتا تھا اور ہر جمع میں اس پر نکیر کرتا اور بیعت میں بھی قطع لہجہ سے بچنے

کی تاکید کرتا تھا۔ اس شدت کی کوئی خاص وجہ تو میرے ذہن میں نہیں آئی۔ بجز اس کے کہ اپنے مشائخ کی یہاں اس پر نیکر بالکل متروک ہو گئی۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا مدنی نور اللہ مرقدہ کے آخری سال بھی اس پر نیکر کے گزرے مجھے ایسے لوگوں کا دیکھ کر یہ خیال ہوتا تھا کہ موت کا کوئی وقت مقرر نہیں اور اس حالت میں اگر موت واقع ہوئی تو قبر میں سب سے پہلے سید الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ انور کی زیارت ہوگی تو کس منہ سے چہرہ انور کا سامنا کریں گے؟ اس کے ساتھ ہی بار بار یہ خیال آتا تھا کہ گناہ کبیرہ زنا، لواطت، شراب نوشی، سود خوری وغیرہ تو بہت سے ہیں مگر سب وہ وقتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے لا یزنی الزانی حین یزنی وهو مؤمن (الحديث) یعنی زنا کا رجب زنا کرتا ہے تو وہ اس وقت مومن نہیں ہوتا۔ مطلب اس حدیث کا مشائخ نے یہ لکھا ہے کہ زنا۔ وقت ایمان کا نور اس سے جدا ہو جاتا ہے لیکن زنا کے بعد وہ نور ایمانی مسلمان کے پاس آ جاتا ہے مگر قطع لحدہ ایسا گناہ ہے جو ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے۔ نماز پڑھتا ہے تو بھی یہ گناہ ساتھ ہے روزہ کی حالت میں حج کی حالت میں غرض ہر عبادت کے وقت یہ گناہ اس کے ساتھ لگا رہتا ہے۔ اس وقت بار بار یہ خیال آیا کہ ایک رسالہ داڑھی کے متعلق مختصر سا لکھوں مگر ہندوستان کے قیام میں اس کا بالکل وقت نہ ملا۔ ہندوستان سے واپسی پر وہ جوش تو اگرچہ باقی نہیں رہا مگر رسالہ لکھنے کی خیال تو بدستور دانگیر ہے۔ اس لئے آج ۲۹ ذی الحجہ ۱۳۹۵ھ یوم چہار شنبہ بوقت ظہر مسجد نبوی میں اس کی بسم اللہ تو کرا دی۔ اللہ تعالیٰ پورا کرنے کی توفیق عطا فرما۔ کیونکہ اس وقت حجاج کرام کی رخصت اور ملاقات کی وجہ سے احباب کا ہجوم بہت ہے۔ واللہ الموفق لما یحب ویرضی۔

اس رسالہ میں دو فصلیں لکھوانے کا خیال ہے فصل اول حضور اقدس

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے پاک ارشادات وارشادیں بڑھانے اور مونچھوں کے کٹوانے میں اور دوسری فصل حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم کے علاوہ دوسروں کی تحریرات میں۔

فصل اول۔ وارٹھی بڑھانے اور مونچھیں کٹوانے کی تاکید میں

(۱) عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية۔ الحديث۔ رواہ ابوداؤد وعزام فی رسالته فی حکم اللحية فی الاسلام للشیخ محمد الحامد الشامی الی مسلم و احمد والترمذی والنسائی وابن ماجہ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دس چیزیں فطرہ میں سے ہیں جن میں مونچھوں کا کٹوانا اور وارٹھی کا بڑھانا ذکر فرمایا ہے۔

فائدہ بذل المجہود میں لکھا ہے کہ فطرہ کے معنی سنن انبیاء ہیں یعنی یہ دس چیزیں جن میں مونچھوں کا کٹوانا اور وارٹھی کا بڑھانا بھی ہے، جملہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سنتوں سے ہے جن کی اقتداء کا ہمیں حکم دیا گیا ہے (یہ اشارہ ہے قرآن پاک کی آیت تشریفہ اُولَئِكَ الَّذِیْنَ هَدٰی اللّٰهُ فِیْہِذَا هُمْ اَقْبَدُوْا) یہ آیت تشریفہ ساتویں پارہ کی ہے جس میں اوپر سے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اسماء گرامی ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا ہے کہ یہ حضرات ایسے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی تھی سو آپ پر ان ہی کے طریقہ پر چلئے (بیان القرآن) بذل میں لکھا ہے کہ فطرہ کے یہ معنی اکثر علماء سے نقل کیے گئے ہیں اور بعض علماء نے فطرہ کے معنی سنت ابراہیمی یعنی حضرت ابراہیم

فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا
لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ذَلِكَ الدِّينُ
الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا
يَعْلَمُونَ ۝

(الروم ۴)

جاننے۔ (بیان القرآن)

شیطان مردود نے جب وہ راندہ درگاہ ہوا تھا تو کہا تھا وَلَا ضَلَّتْهُمْ وَلَا هَدَيْتُهُمْ وَلَا مَنِّيَّتَهُمْ وَلَا مَرْتَبَهُمْ فَلْيَبْتَكَنْ أَذَانُ الْأَنْعَامِ وَلَا مَرْتَبَهُمْ فَلْيُخَيِّرْ خَلْقَ اللَّهِ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرًا مُّبِينًا جس کا ترجمہ یہ ہے۔
اور میں ان کو گمراہ کر دوں گا اور میں ان کو ہوسیں دلاؤں گا اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے پھر پاؤں کے کانوں کو تراشا کریں گے اور میں ان کو تعلیم دوں گا جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑا کریں گے۔ اور ہو شخص خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر شیطان کو اپنا رفیق بنا دیگا وہ مرتع نقصان میں واقع ہوگا (بیان القرآن) حضرت

تھا نوی نور اللہ مرقدہ نے فوائد میں لکھا ہے کہ وَلَا تَمْرُقُمْ فَلْيَغْيِرَنَّ خَلْقَ اللَّهِ فِي
 دائرہ منڈانا بھی داخل ہے اور صحیح لکھا ہے اور بھی متعدد روایات میں دائرہ
 بڑھانے اور مونچھیں کٹوانے کا حکم ہے۔ رسالہ حکم اللجیمہ فی الاسلام میں صحیح ابن حبان
 کے حوالہ سے بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وعلی آلہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کیا ہے جو درج ذیل ہے۔

(۲) قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
 حضرة اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی
 تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم من
 فطرة الاسلام اخذ الشارب
 واعفاء اللحي فان المجوس تعفى
 شواربها وتحفى لحاهم فالحق
 خذوا شواربكم واعفوا
 لحاكم۔
 آئمہ وسلم نے ارشاد فرمایا اسلام کی فطرت
 سے مونچھوں کا لینا ہے (کٹوانا) اور دائرہ کا بڑھانا
 ہے اس لئے کہ مجوسی لوگ اپنی مونچھوں
 کو بڑھاتے ہیں اور دائرہ کو کٹواتے ہیں
 لہذا ان کی مخالفت کرو۔ مونچھوں کو کٹوایا
 کرو اور دائرہ کو بڑھایا کرو۔

فائدہ۔ اس حدیث پاک سے ان لوگوں کا خیال بھی باطل ہو گیا جو یوں کہتے ہیں کہ
 عرب میں چونکہ دستور دائرہ رکھنے کا تھا اس لئے عادتاً حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وعلی آلہ وسلم رکھوایا کرتے تھے کہ اس حدیث پاک میں تو حضور اقدس صلی اللہ
 علیہ وعلی آلہ وسلم نے حکم صادر فرمادیا کہ دائرہ کا کٹوانا اور مونچھوں کا بڑھانا مجوسیوں
 کا شعار ہے۔ اس فعل میں مجوسیوں کی مشابہت ہے اور حدیث مشہور میں من تشبه
 بقوم فهو منهم جو کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے وہ انہی میں شمار ہے۔

اس سے پہلی حدیث میں دائرہ کا بڑھانا سارے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ
 بتایا گیا ہے اور حدیث پاک میں دائرہ کا کٹوانا اور مونچھوں کا بڑھانا مشرکین اور مجوس
 کا شعار بتایا گیا ہے۔ کس قدر سخت وعید ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی محفوظ فرمائے۔ حضرت

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ مشرکین کی مخالفت کرو ڈاڑھیوں کو بڑھایا کرو اور مونچھوں کے کٹوانے میں مبالغہ کیا کرو۔ اور بھی متعدد احادیث میں یہ مضمون کثرت سے نقل کیا گیا ہے کہ مشرکین کی مخالفت کرو ڈاڑھی کو بڑھایا کرو اور مونچھوں کے کٹوانے میں مبالغہ کیا کرو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ ڈاڑھی کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹواؤ اور اس میں یہود و نصاریٰ کی مشابہت اختیار نہ کرو ہمارے زمانہ میں نصاریٰ کی مشابہت اور ان سے تقرب حاصل کرنے کے واسطے یہ مصیبت شروع ہوئی تھی ورنہ مجھے خوب یاد ہے کہ میرے بچپن میں کافروں کے بڑے آدمی بھی ڈاڑھی رکھا کرتے تھے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں روایت نقل کی ہے کہ ایک مجوسی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جس نے ڈاڑھی منڈا رکھی تھی اور مونچھیں بڑھا رکھی تھیں تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے کہا یہ کیا بنا رکھا ہے؟ اس نے کہا یہ ہمارا دین ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے دین میں یہ ہے کہ مونچھوں کو کٹوا دین اور ڈاڑھی کو بڑھا لیں (عکم اللہمینی الاسلام ص ۱۸) ابن عساکر وغیرہ نے حضرت حسن سے مرسلًا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کیا ہے کہ دس خصلتیں ایسی ہیں جو قوم لوط میں تھیں جن کی وجہ سے وہ ہلاک ہوئے ان دس چیزوں میں ڈاڑھی کا کٹوانا اور مونچھوں کا بڑھانا بھی ذکر کیا ہے۔ حارث ابن ابی اسامہ نے یحییٰ ابن کثیر سے مرسلًا نقل کیا ہے کہ ایک غمی (کافر) مسجد میں آیا جس نے ڈاڑھی منڈا رکھی تھی۔ اور مونچھیں بڑھا رکھی تھیں۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایسا کرنے پر تجھے کس چیز نے ابھارا؟ تو اس نے کہا کہ میرے رب (بادشاہ) نے یہ حکم دیا ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ڈاڑھی کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹواؤ ایک دوسرے روایت میں زید بن حبیب سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

نے دائرہ منڈائے ہوئے دو شخصوں کی طرف جو بادشاہ کسریٰ کی طرف سے قاصد بن کر آئے تھے۔ ان کی طرف نگاہ فرمانا بھی گوارا نہیں فرمایا اور فرمایا تمہیں ہلاکت ہو یہ علیہ بنانے کو تمہیں کس نے کہا؟ انہوں نے کہا ہمارے رب نے (بادشاہ کسریٰ) نے حکم دیا ہے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لیکن مجھے میرے رب نے ڈاڑھی کے بڑھانے اور مونچھوں کے کٹوانے کا حکم دیا ہے (حکم اللہ) یہ قصہ آگے مفصل آ رہا ہے مرنے کے بعد قبر میں سب سے پہلے سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوگی کس قدر حسرت اور مایوسی کا وقت ہوگا۔ خدا نہ کرے کہ وہ ذات اقدس جس سے سفارشوں کی امیدیں ہیں وہ پہلے ہی دھلے میں صورت دیکھ کر منہ پھیر لے۔

(۳) عن زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال من لم یأخذ شاربہ فلیس منّا۔ (اخرجه احمد والترمذی والنسائی وایضاً حکم اللہ فی الاسلام)

زید ابن ارقم رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص مونچھیں نہ کٹوائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

فائلہ: کس قدر سخت وعید ہے لمبی لمبی مونچھیں والے اپنے آپ کو شریف سمجھیں اور سرکاری کاغذات میں اپنے آپ کو مسلمان بھی لکھوادیں مگر سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں کو اپنے جماعت میں شمار کرنے سے انکار فرماتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے بھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو اپنی مونچھوں کو نہ کاٹے وہ ہم میں سے نہیں ہے طبع سلیم بھی مونچھوں کے بڑھانے سے کراہت کرتی ہے۔ پانی چائے وغیرہ پینے کی جتنی چیزیں بھی منہ میں جائیں گی وہ مونچھوں کے دھو دن کے ساتھ جائیں گی اگر کوئی شخص کہے کہ مونچھوں کو دھو

کر پیالی میں رکھ کر اس کو پی لیں تو کس قدر گھن آدے گی لیکن پانی اور پیسے کی چیز کا ہر گھونٹ اس دھودن کے ساتھ اندر جا رہا ہے مگر ذرا بھی گھن نہیں آتی امام احمد بن حنبلؒ نے کتاب الزہد میں عقیل بن مدرک سلمیٰ سے نقل کیا ہے کہ اللہ جل شانہ نے بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ایک نبی کے پاس وحی بھیجی کہ اپنی قوم سے کہہ دو کہ میرے دشمنوں کا کھانا (یعنی جو ان کے ساتھ مخصوص ہو جیسے نصاریٰ کا کھانا سونڈ) نہ کھا دیں اور میرے دشمنوں کا پانی نہ پیو (جیسے شراب) اور میرے دشمنوں کی شکل نہ بنائیں اگر وہ ایسا کریں گے تو وہ بھی میرے دشمن ہوں گے جیسا کہ وہ لوگ حقیقی دشمن ہیں (دلائل اللہ ص ۱۸۷) پہلے کئی روایتوں میں گزر چکا کہ داڑھی کا منڈانا اعام کا یعنی مشرکین کا شعار ہے جس کی مخالفت کا حکم کئی حدیثوں میں گزر چکا۔

(۴) وفي البخاری ص ۱۵۷ کان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اذا حج او اعتمر قبض علی لحیتہ فما فضل اخذہ (حکم اللحية فی الاسلام)

بخاری میں حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ جب وہ حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں لے کر ایک مشت سے زائد کو کتر دیتے تھے۔

حضرت مدنی نور اللہ مرقدہ رسالہ داڑھی کے فلسفہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم داڑھی کے طول و عرض میں سے کتر کرتے تھے اس لئے اس کی حد معلوم کرنی ضروری سمجھی گئی۔ چونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال اور افعال کا مشاہدہ کرنے والے ہیں اس لئے ان کے عمل کو اس بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترازو بنایا ہے۔ اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بڑے فدائی ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنتوں کی پیروی میں نہایت زیادہ پیش پیش رہنے والے ہیں

ن کے عمل کو بطور معیار پیش کیا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عرض و طول میں دائرہ کا کتنا اسی مقدار اور کیفیت سے ہوتا تھا علاوہ ابن عمرؓ کے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ حافظ ابن حجر شرح بخاری میں طبری سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک جماعت کہتی ہے کہ دائرہ جب ایک مشت سے زائد ہو جائے تو زائد کو کتر ادا کیا جائے پھر طبری نے اپنی سند سے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے ایک شخص کے ساتھ ایسا کیا اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایسا ہی کیا اسی عمل اور طریق کو فقہار حنفیہ اور شافعیہ وغیرہ نے کتب فقہ وغیرہ میں ذکر کیا ہے

عن جابرؓ قال كنا نغشى السبال الا في حجة او عمرة۔ ہم لوگ دائرہ کے اگلے اور لٹکنے والے حصہ کو بڑھا ہوا رکھتے تھے مگر حج اور عمرہ میں یعنی حج و عمرہ سے فارغ ہو کر کتر دایا کرتے (ابوداؤد)

تھے جس کی تفصیل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے عمل سے معلوم ہو گئی ہے۔ اسی حدیث کی تشریح میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ شرح بخاری میں فرماتے ہیں واخرج ابوداؤد من حديث جابرؓ بسند حسن قال كنا نغشى السبال الا في حج او عمرة وقوله نغشى بضم اوله وتشديد الفاء اي نتركه وافراد هذا يؤيد ما نقل عن ابن عمرؓ السبال بكسر المهملة وتخفيف الموحدة جمع سبلة بفتحيتين وهي ما طال من شعر اللحية فاشار جابر الى انهم يقصرون منها في السك۔ یہ حدیث صاف طور سے بتلا رہی ہے کہ عام صحابہ کرام تمام سال میں دائرہ کا اگلا اور لانا حصہ کتر داتے ہاں جب حج و عمرہ کرتے تھے تو ایک مشت سے زائد حصہ کو کتر دیتے تھے۔ نیز جناب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کی دائرہ مبارک کم از کم ایک مشیت بلکہ اس سے زائد اتنی ثابت ہوتی ہے جس میں تحلیل (خلال) فرماتے تھے۔ کنگھی سے درست فرمایا کرتے تھے وہ اتنی بڑی گنجان تھی کہ اس سے سینہ مبارک کے اوپر کے حصے کو طول و عرض کو بھر لیا تھا۔ حضرت عمرو بن یاسر حضرت عبداللہ بن عمر حضرت عمرؓ حضرت ابو ہریرہ۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے صراحتاً یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک مشیت یا اس سے زائد دائرہ رکھتے تھے اور رکھواتے تھے۔ تمام دوسرے صحابہ کا یہی عمل ہونا التزمنا ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ دائرہ لمبی رکھتے تھے بجز حج اور عمرہ کے کرواتے نہیں تھے۔ جناب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام اور امت کو دائرہ لمبی بڑھانے کا بلا تحدید و تقلد ارشاد اور حکم فرمایا ہے اس عمل کو بلا تحدید مسلمانوں کے لئے مابہ التميز قرار دیا ہے کہ ان کا محض شعار اور یونیفارم ہوگا۔ نہ منڈوانا جائز ہوگا نہ خشکی رکھنا اور نہ چوٹی رکھنا (ملقط از دائرہ کافلسفہ)۔ حکیم الاسلام الحاج قاری طیب صاحب نے اپنے رسالہ دائرہ کی شرعی حیثیت میں اس مضمون کو تفصیل سے تحریر فرمایا ہے اور مقدار قبضہ کو قرآن پاک احادیث اور صحابہ کے آثار سے ثابت فرمایا ہے۔ اسی میں تحریر فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ہارون علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دائرہ لمبی جب پکڑی تو وہ ایک مٹھی ہوگی جیہی تو پکڑی جائے گی ورنہ خشکی کیسے پکڑی جائے گی۔ شیخ ابن ہما صاحب فتح القدیر نے یہ دعویٰ فرمایا ہے کہ واما الاخذ منها وهي دون القبض كما يفعل بعض المغاربة ومخنة الرجال فلم يبحه احد۔ لیکن دائرہ لمبی کا وہ مقدار قبضہ سے کم ہو جیسا کہ بعض مغربی لوگ اور مخنت قسم کے انسان حرکت کرتے ہیں۔ اس کو کسی نے بھی مباح قرار نہیں دیا، یعنی تمام فقہاء استہدائے پر متفق ہیں کہ دائرہ لمبی کا مقدار قبضہ سے کم کرنا جائز نہیں اور یہ اجماع خود ایک مستقل دلیل ہے اس کے وجوب کی حضرت امام محمدؒ نے اپنی کتاب الآثار

۱۵۱ مطبوعہ انوار محمدی لکھنؤ میں فرماتے ہیں عن محمد قال اخبرنا ابو حنیفہ عن
 یثیم عن ابن عمر انه كان يقبض على الحیثه ثم یقص ما تحت القبضه قال
 روبه ناخذ وهو قول ابی حنیفہ - حضرت امام محمد فرماتے ہیں کہ ہم سے روا
 امام ابو حنیفہ نے وہ یثیم سے وہ ابن عمر سے کہ وہ یعنی ابن عمر اپنی ڈاڑھی مٹھی
 ب لے کر مٹھی بھر سے زائد کو یعنی جو مٹھی سے نیچے لٹکی ہوئی باقی رہ جاتی کترایتے
 تھے۔ امام محمد نے فرمایا کہ ہم اس کو اختیار کئے ہوئے ہیں اور یہی قول ہے ابو حنیفہ کا اور جز
 ۱۵۲ میں لکھا ہے کہ امام مالک نے بھی اسی کو پسند فرمایا ہے۔

فصل ثانی

۱۵۱ حضرت تھانوی اصلاح الرسوم ص ۱۵۱ میں تحریر فرماتے ہیں کہ منجملہ ان رسوم
 کے ڈاڑھی منڈانا یا کٹانا اس طرح کہ ایک مشیت سے کم رہ جائے یا مونچیں بڑھانا
 جو اس زمانے میں اکثر نوجوانوں کے خیال میں خوش و ضعی سمجھی جاتی ہے۔ حدیث میں
 ہے کہ ”برٹھاؤ ڈاڑھی کو اور کتر داؤ مونچھوں کو“ روایت کیا اس کو بخاری مسلم نے۔
 حضور نے صیغہ امر سے دونوں حکم فرمائے اور امر حقیقتاً خوب کے لئے ہوتا ہے۔
 پس معلوم ہوا کہ یہ دونوں حکم واجب ہیں اور واجب کا ترک کرنا حرام ہے پس ڈاڑھی
 کا کٹانا اور مونچھیں بڑھانا دونوں فعل حرام ہیں۔ اس سے زیادہ دوسری حدیث میں
 مذکور ہے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنی لبیں نہ لے وہ ہمارے
 گروہ سے نہیں۔ روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی اور نسائی نے جب اس کا گناہ ہونا
 ثابت ہو گیا تو جو لوگ اس پر اصرار کرتے ہیں اور اس کو پسند کرتے ہیں اور ڈاڑھی بڑھانے
 کو عیب جانتے ہیں بلکہ ڈاڑھی والوں پر ہنستے ہیں اور اس کی، عجو کرتے ہیں۔ ان
 سب مجموعہ امور سے ایمان کا سالم رہنا از بس دشوار ہے۔ ان لوگوں کو واجب ہے کہ
 اپنی اس حرکت سے توبہ کریں اور ایمان اور نکاح کی تجدید کریں اور اپنی صورت

موافق حکم اللہ اور رسول کے بنا دیں اور عقل بھی کہتی ہے کہ داڑھی مردوں کے لئے ایسی ہے جیسے عورتوں کے لئے سر کے بال کہ دونوں باعث زینت ہیں۔ جب عورتوں کا سر منڈانا بد صورتی میں داخل ہے تو مردوں کا داڑھی منڈانا خوب صورتی کیسے ہے کچھ بھی نہیں رواج نے بصرت پر پردہ ڈال دیا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب ترک بھی منڈاتے ہیں ہم ان کی تقلید کرتے ہیں اس کا وہی جواب ہے کہ عام لشکریوں کا فعل جو خلاف شرع ہو حجت نہیں جو منڈاتا ہے برا کرتا ہے خواہ کسی ملک کا رہنے والا ہو۔ بعض لوگ اپنے کو کم عمر ظاہر کرنے کو منڈاتے ہیں کہ بڑی عمر میں تحصیل کمال کرنا موجب عار ہے یہ بھی ایک لغو خیال ہے۔ عمر تو ایک خداوندی عطیہ ہے جتنی زیادہ ہو نعمت ہے اس کا چھپانا یہ بھی ایک قسم کا کفران نعمت ہے اور بڑی عمر میں تو کمال حاصل کرنا زیادہ کمال کی بات ہے کہ بڑا ہی شوقین ہے جو اس عمر میں کمال کی دھن میں لگا رہتا ہے اور چند بے عقلوں کے نزدیک یہ موجب عار ہے تو بہت سے کافروں کے نزدیک مسلمان ہونا موجب عار ہے تو نعوذ باللہ کیا اسلام کو بھی جواب دے بیٹھیں گے؟ جیسے کفار کے عار سمجھنے سے مذہب اسلام کو ترک نہیں کرتے فساق کے عار سمجھنے سے وضع اسلام کو کیوں عار سمجھا جاوے یہ سب شیطانی خیالات ہیں۔

نکتہ افسوس یہ ہے کہ بعض طالب علم عربی پڑھنے والے اس بلا میں مبتلا ہیں۔ ان کی شان میں بحر اس کے کیا کہا جائے کہ ”پیارے برکتا بے چند“ ان لوگوں پر سب سے زیادہ وبال پڑتا ہے۔ اول تو اوروں سے زیادہ واقف پھر اوروں کو نصیحت کریں مسئلے بتائیں خود بد عمل ہوں۔ عالم بے عمل کے حق میں کیا کیا عیدیں قربانی دھرم میں دار دیں پھر ان کو دیکھ کر اور جاہل گمراہ ہوتے ہیں ان کی گمراہی کا وبال ان ہی کے برابر ان پر پڑتا ہے جیسا اوپر بیان ہوا کہ جو شخص باعث ہوتا ہے

ی گناہ کا وہ بھی شریک اس کے وبال کا ہوتا ہے۔ میرے نزدیک مدرسین اور
تمہیں مدارس اسلامیہ پر واجب ہے کہ جو طالب علم ایسی حرکت کرے یا کوئی
رہ امر خلاف وضع شرعی کرے اگر توبہ کرے فہماور نہ مدرسہ سے خارج کر دینا
ایسے ایسے شخص کو مقتدائے قوم بنانا تمام مخلوق کو تباہ کرنا ہے

بے ادب را علم و فن آموختن دادن تیغ است دست راہزن
اور یاد رہے کہ نانی کو بھی جائز نہیں کہ کسی کے کہنے سے ایسا خط بنا دے جو
شرعاً ممنوع ہو خواہ داڑھی کا یا سر کا کیونکہ گناہ کی اعانت بھی گناہ ہے۔ اس کو چاہیے
کہ عذر و انکار کر دے فقط

از ذکر یا اللہ تعالیٰ جن سعادتمندوں کو توفیق عطا فرماتا ہے وہ باوجود ضرورت مند
ہونے کے داڑھی مونڈنے سے بڑی صفائی سے انکار کر دیتے ہیں مجھے اپنے دوستوں
میں سے کئی دوستوں سے سابقہ پڑا کہ انہوں نے بڑی پریشانیاں اٹھائیں مگر داڑھی
نہ مونڈنے کا جو عہد کیا تھا اس کو خوب نبھایا۔ اچھی چند سال کا قصہ ہے کہ ایک صاحب
پٹنہ بہار کے رہنے والے حاجی پیدل کے نام سے حج کے لئے سہارا ہے تھے جو ہر ذوق قدم
پر دو رکعت نفل پڑھتے تھے ان کے بہت سے اعزہ ڈپٹی کلکٹر، منصف، جج وغیرہ
اونچے عہدوں پر فائز تھے یہ لوگ ان کے سفر کی خبر رکھتے تھے اور جب کسی ایسی جگہ
پر جہاں ریل کی سہولت ہو جانے کا حال معلوم ہوتا تو وہ ریل سے ان سے ملنے آیا کرتے
تھے وہ حاجی صاحب جب سہانپور پہنچے تو میرے مخلص دوست حضرت اقدس راہنوی
نور اللہ مرقدہ کے مرید راؤ یعقوب علی خان کے یہاں قیام ہوا غالباً آگرہ کے ایک ڈپٹی
صاحب ان سے ملاقات کے لئے راؤ صاحب کے مکان پر پہنچے اور حجامت کے لئے نانی
کو بلایا اس نے بہت بہتر حجامت بنائی جس سے وہ صاحب بہت خوش ہوئے لیکن
جب داڑھی مونڈنے کا وقت آیا تو اس نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ حضور یہ کام میں نے

عمر بھر نہیں کیا، میزبان نے کچھ اشارہ بھی کیا مگر مہمان بہت خوش ہوئے اور یاد پڑتا ہے کہ اس نائی کو کچھ انعام بھی اس پر دیا تھا۔

حضرت شیخ الاسلام مدنی نور اللہ مرقدہ نے اپنے رسالہ دارِ صی کے فلسفہ میں جو ایک صاحب کے خط کے جواب میں لکھا ہے، لکھتے ہیں کہ ہر نظام سلطنت و سیاست میں مختلف شعبوں کے لئے کوئی نہ کوئی یونیفارم مقرر ہے۔ پولیس کا یونیفارم اور ہے، فوج کا اور ہے، سوار کا اور ہے، پیادہ کا اور ہے، بڑی فوج کا اور ہے، مری فوج کا اور ہے، ڈاکخانہ کا اور ہے وغیرہ وغیرہ پھر اس میں مزید تاکید اور سختی یہاں تک ہے کہ ڈیوٹی ادا کرتے وقت اگر یونیفارم میں کوئی ملازم نہیں پایا جاتا تو مستوجب سزا شمار کیا جاتا ہے اور جس طرح یہ امر ایک نظام سلطنت اور حکومت میں ضروری خیال کیا جاتا ہے اسی طرح اقوام اور ملل میں بھی ہمیشہ اس کا خیال رکھا جاتا ہے اگر آپ تفحص کریں تو انگلینڈ، فرانس، جرمنی وغیرہ کو پائیں گے کہ وہ اپنے نشانات جھنڈے یونیفارم علیحدہ علیحدہ رکھتے ہیں تاکہ واقف کار شخص ہر ایک کے سپاہی کو دوسرے سے تمیز کر سکے اور اسی سے میدان جنگ میں ملکی و سیاسی مقامات میں امتیاز کیا جاتا ہے۔ ہر قوم اور ہر ملت اپنے اپنے یونیفارم اور نشانات کو محفوظ رکھنا از حد ضروری سمجھتی ہے بلکہ بسا اوقات اس میں خلل پڑنے سے سخت سے سخت فتاح پیش آجاتے ہیں کسی حکومت کے جھنڈے کو گرا دیجئے کوئی توہین کر دیجئے دیکھئے کس طرح جنگ کی تیاری ہو جاتی ہے۔

الغرض یہ طریقہ امتیاز شعبہ ہائے مختلفہ اور اقوام و حکومت اور ملل کا ہمیشہ سے اور تمام اقوام میں اطراف عالم میں چلا آتا ہے اگر یہ نہ ہو تو کوئی محکمہ اور کوئی قوم اور کوئی حکومت دوسرے سے تمیز نہ کر سکے ہم کو کس طرح سے معلوم ہو سکتا ہے کہ یہ فوجی ہیں یا ملکی یہ پولیس ہے یا ڈاکیہ۔ ہر زمانہ اور ہر ملک میں اس کا لحاظ ضروری

بچھا گیا ہے اور سمجھا جاتا ہے، جو قوم اور جو ملک اپنے یونیفارم اور نشان کی محافظ نہیں رہی
 بہت جلد دوسری قوموں میں جذب ہو گئی۔ حتیٰ کہ اس کا نام و نشان تک باقی نہیں
 رہا۔ سکھوں نے اپنی امتیازی وردی قائم کی سردار بھی کے بالوں کو محفوظ رکھا آج ان کی
 ہم امتیازی حیثیت رکھتی ہے اور زندہ قوم شمار کی جاتی ہے۔ انگریز سوہوہیں مدعی عیسوی
 کے اخیر میں آیا تقویٰ ڈھائی سو برس گزر گئے نہایت سرد ملک کا رہنے والا ہے مگر اس نے
 اپنا یونیفارم کوٹ، پتلون، ہیٹ ٹائی نکٹائی اس گرم ملک میں بھی نہیں چھوڑا یہی وجہ
 ہے کہ اس کو ۳۵ کروڑ افراد والا ملک اپنے میں مضم نہ کر سکا اس کی قوم اور ملت علیحدہ
 نہت ہے مسلمان اس ملک میں آئے اور تقریباً ایک ہزار برس سے زائد ہوتا ہے کہ جب
 سے آئے ہیں اگر وہ اپنے خصوصی یونیفارم کو محفوظ نہ رکھتے تو آج اسی طرح ہندو قوم
 بس نظر آتے جیسے کہ مسلمانوں سے پہلے آنے والی قومیں مضم ہو کر اپنا نام و نشان مٹا
 لیں۔ آج بحر تاریخ صفحات کے ان کا نشان کرہ ارضی پر نظر نہیں آتا مسلمانوں نے
 نہ صرف یہ کیا کہ اپنا یونیفارم محفوظ رکھا بلکہ مذہب اسما رہا حال و نسارہ تہذیب و کلچر
 رسم و رواج زبان وغیرہ جملہ اشیاء کو محفوظ رکھا اس لئے ان کی ایک مستقل ہستی
 ہندوستان میں قائم رہی اور جب تک اس کی مراعات رکھیں گے رہے گی اور جب چھوڑیں
 گے مٹ جائیں گے۔ مذکورہ بالا معروضات سے بخوبی واضح ہے کہ کسی قوم اور مذہب
 کا دنیا میں مستقل وجود جب ہی قائم ہو سکتا ہے اور باقی بھی جب ہی رہ سکتا ہے
 جب کہ وہ اپنے لئے خصوصیات وضع قطع میں تہذیب و کلچر میں بود و باش میں زبان
 ہر عمل میں کرے اس لئے ضروری تھا کہ مذہب اسلام جو کہ اپنے عقائد اخلاق و اعمال
 وغیرہ کی حیثیت سے تمام مذاہب دنیویہ اور تمام اقوام عالم سے بالاتر تھا اور ہے خصوصیات
 اور یونیفارم مقرر کرے اور ان کے تحفظ کو قومی اور مذہبی تحفظ سمجھتا ہو ان کے لئے جان
 لڑا دے اس کی وہ خصوصیات اور یونیفارم فرد فردی تابعداروں کے یونیفارم ہوں جن سے

وہ اللہ تعالیٰ کے سرکشوں اور دشمنوں سے تمیز کر سکے (ان ہی کو شعار اسلام کہا جاتا ہے) اور ان کی بنا پر باغیان اور بندگان بارگاہ الوصیت میں تمیز ہوا کرے چنانچہ یہی راز من تشبہ بقوم فهو منهم کا ہے جس پر بسا اوقات نوجوانوں کو بہت غصہ آجاتا ہے اسی بنا جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے تابعداروں کے لئے خاص خاص یونیفارم تجویز فرمائے کہیں فرمایا جاتا ہے فرق مابیننا و بین المشرکین العمام علی القلائد کہیں اہل کتاب سے مانگ نکالنے میں مخالفت اختیار کی گئی اس بنا پر ازار اور پاجامہ میں تختے کھولنے کا حکم کیا گیا۔ کہ اہل تکبر سے تمیز ہو جائے۔ اس کے بعد متعدد احادیث ہو اور گزر چکی ہیں لکھنے کے بعد حضرت نے تحریر فرمایا خلاصہ یہ نکلا کہ یہ خاص یونیفارم اور شعار ہے جو کہ مقرران بارگاہ الوصیت کا ہمیشہ سے یونیفارم رہا ہے اور پھر دوسری قومیں اس کے خلاف کو اپنا یونیفارم بنائے ہوئے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ کے قوانین کو توڑنے والی اور اس سے بغاوت کرنے والی ہیں علاوہ ازیں ایک محمدی کو حسب اقتضائے فطرت و عقل لازم ہونا چاہیے کہ وہ اپنے آقا سارنگ ڈھنگ چال چلن اور صورت سیرت فیشن کلچر وغیرہ بنائے اور اپنے محبوب آقا کے دشمنوں کے فیشن اور کلچر سے پرہیز کرے۔ ہمیشہ عقل اور فطرت کا تقاضا یہی رہا ہے اور یہی ہر قوم اور ہر ملک میں پایا جاتا ہے آج یورپ سے بڑھکر روئے زمین پر حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اور مسلمانوں کا دشمن کون ہے، واقعات کو دیکھئے اس بنا پر بھی جو ان کے خصوصی شعار اور فیشن ہیں ہم کو ان سے انتہائی متنفر ہونا چاہیے خواہ وہ کرزن فیشن ہو یا گلیڈ اسٹون فیشن ہو خواہ وہ فرنج فیشن ہو یا امریکن، خواہ وہ لباس سے تعلق رکھتا ہو یا بدن سے، خواہ وہ زبان سے متعلق ہو یا تہذیب و عادات سے ہر جگہ اور ہر ملک میں یہی امر طبعی اور فطری شمار کیا گیا ہے کہ دوست کی سب چیزیں پیاری ہوتی ہیں اور دشمن کی سب چیزیں مبغوض اور اذی ہوئی، بالخصوص

جو چیزیں دشمن کا خصوصی شعار ہو جائیں اس لئے ہماری جدوجہد یہ ہونی چاہیے کہ ہم غلامان حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے فدائی بنیں نہ کہ غلامان کرزن و ہار ڈنگ فرانس و امریکہ وغیرہ۔ باقی رہا امتحان مقابلہ یا ملازمتیں یا آفس کے ملازموں کے طعنے وغیرہ تو یہ نہایت کمزور امر ہے سکھ امتحان مقابلہ بھی دیتے ہیں چھوٹے اور بڑے عہدوں پر بھی مقرر ہیں اپنی دردی پر مضبوطی سے قائم ہیں۔ کوئی ان کو ٹیڑھی اور بینکی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا باوجود اپنے قلیل التعداد ہونے کے سب سے زیادہ ملازمتیں اور عہدے لئے ہوئے غرار ہے ہیں۔ (فقط مختصر از دارھی کا فلسفہ) از زکریا۔ مجھ سے شکہ میں بہت سے نوجوانوں نے خود کہا کہ ہم دارھی منڈا تھے مگر اس قتل عام کے زمانہ میں اس ڈر سے رکھ لی کہ نہ معلوم کہاں مارے جاویں اور لوگ ہمیں ہندو سمجھ کر جلادیں، یہ خطرہ تو ہر وقت موجود ہے نہ موت کا وقت معلوم ہے نہ جگہ۔

۳۔ مولانا سعید احمد صاحب پالنپوری مدرس دارالعلوم دیوبند نے اپنے رسالہ ”دارھی اور انبیاء کی سنتیں“ میں لکھا ہے دارھی منڈانے کی حرمت پر ساری امت کا اجماع ہے ایک فرد بھی امت میں اس کے جواز کا قائل نہیں ہے۔ اس کے بعد علماء کی چند تصریحات نقل کی ہیں جس میں صاحب منہل شارح ابو داؤد کی یہ عبارت نقل کی ہے۔
فلذلك كان حلق اللحية محرماً عند ائمة المسلمين المجتهدين ابي حنيفة ومالك والشافعي واحمد وغيرهم۔ اسی وجہ سے دارھی منڈانا سب اماموں کے نزدیک حرام ہے امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، اس کے بعد حضرت تھانوی نورہ اللہ مرقدہ کا قول نقل کیا ہے قولہ لم یجہ احد فص فی الاجتماع در مختار کا قول لم یجہ اور دارھی منڈانے کی حرمت پر اجماع کی صریح دلیل ہے اس کے بعد فقہائے امت کے مختلف اقوال نقل کیے ہیں۔

مولانا عاشق الہی صاحب نور اللہ مرقدہ نے اپنے رسالہ دائرہ کی قدر و قیمت میں ائمہ اربعہ کے فقہاء کی عبارتیں نقل کی ہیں اس میں شافعیہ کی کتاب العباب سے نقل کیا ہے۔ قال ابن الرفعة بان الشافعي نص في الامم بالتحريم۔ اور امام ابن الرفعة کہتے ہیں کہ کتاب الام میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے خود اس کے حرام ہونے کی تصریح کی ہے۔ اس کے بعد کتاب الابداع سے مالکیہ کا مذہب نقل کیا ہے جس کی عبارت کتاب حکم اللہ فی الاسلام میں نقل کی ہے۔ وقد اتفقت المذاهب الأربعة على وجوب توفير اللحية وحرمة حلقها مذهب السادة المالكية حرمة حلق اللحية وكذا قصها اذا كان يحصل بها المنة حضرت مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ دائرہ منڈانا حرام ہے اور اسی طرح کا کتر وانا بھی حرام ہے جبکہ اس سے صورت بگڑے۔ فقہ حنبلی کی کتاب شرح المنتہی اور شرح منظومہ الآداب میں لکھا ہے۔ المعتمد حرمة حلقها ومنهم من صرح بالحرمة ولم يمك خلافاً لصاحب الانصاف معتبر قول یہی ہے کہ دائرہ کا منڈانا حرام ہے اور بعض علماء مثلاً مؤلف انصاف نے حرمت کی تصریح کی ہے اور اس حکم میں کسی کا بھی خلاف نقل نہیں کیا و فی رسالۃ تحريم حلق اللحي للشيخ عبد الرحمن قاسم ص قال الشيخ الاسلام ابن تيمية رحمه الله تعالى يحرم حلق اللحية وقال القرطبي لا يجوز حلقها ولا نتفها ولا قصها وحكى ابو محمد بن حزم الاجماع على ان قص الشارب واعفاء اللحية فرض واستدل بحديث ابن عمر خالفوا المشركين احفوا الشوارب واعفوا اللحى و بحديث نريد بن ارقم المرفوع من لم ياخذ شاربہ فليس منا (صححه الترمذی) اس کے بعد شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے یہود و نصاریٰ کی مشابہت کی مخالفت کی روایات نقل کر کے لکھا ہے کہ ان کی مخالفت شریعت میں مطلوب ہے اور ظاہر میں مشابہت ان سے محبت اور

دوستی پیدا کرتی ہے جیسا کہ باطنی محبت ظاہری مشابہت میں اثر انداز ہے۔
یہ امور بجز بہ سے ظاہر ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ کفار کے ساتھ نشست
افتیاد کرے اور اسی پر مر جائے تو ان ہی کے ساتھ حشر ہوتا ہے۔ تمہید میں ہے کہ
داڑھی کا منڈانا حرام ہے اور مردوں میں سے ہجڑے ہی اس کام تکب ہوتے ہیں
حضرت عمرؓ اور ابن ابی لیلیٰ قاضی مدینہ نے اس شخص کی شہادت رد فرمادی جو
داڑھی نوچتا تھا۔ اس رسالہ میں بہت سی روایات اور آثار داڑھی منڈانے کی
مانعت کے ذکر کئے ہیں۔ کسریٰ کے قاصدوں کا قصہ مختصراً پہلے گزر چکا مولانا میرٹھی
نے اس کو مفصل لکھا ہے وہ تحریر فرماتے ہیں کہ خسرو پر دیز شاہ ایران کے پاس
حضرت عبداللہ بن ہذاؓ کے ہاتھ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا والا نامہ
پہنچا تو اس نے نامہ مبارک دیکھتے ہی غصہ سے اس کو پاک کر دیا اور زبان سے
کہا کہ ہماری رعایا کا ادنیٰ شخص ہمیں خط لکھتا ہے اور اپنا نام ہمارے نام سے پہلے
لکھتا ہے۔ اس کے بعد خسرو (کسریٰ) نے باذان کو جو یمن میں اس کا گورنر تھا
اور عرب کا تمام ملک اسی کے زیر اقتدار سمجھا جاتا تھا یہ حکم بھیجا کہ اس شخص
(آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو گرفتار کر کے ہمارے پاس روانہ کر دو۔ باذان
نے ایک فوجی دستہ مامور کیا جس کے افسر کا نام خر خسرو تھا۔ نیز حالات محمدیہ پر
گہری نظر ڈالنے کے لئے ایک ملکی افسر بھی اس کے ساتھ کیا جس کا نام بانو یہ تھا یہ
دونوں افسر جس وقت بارگاہ رسالت میں پیش کئے گئے تو عرب نبوت کی وجہ سے
ان کی رگہائے گردن تھر تھرا رہی تھیں۔ لوگ چونکہ آتش پرست پارسی تھے۔
اس لئے ان کی داڑھیاں منڈی ہوئیں اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں اور اپنے بادشاہ
کسریٰ کو رب کہا کرتے تھے۔ ان کے چہرہ پر نظر ڈال کر آپ کو تکلیف پہونچی اور
پہلا سوال ان سے یہ کیا کہ ایسی صورت بنانے کو تم سے کس نے کہا ہے انہوں نے

جواب دیا کہ ہمارے رب کسریٰ نے۔ آپ نے فرمایا مگر میرے رب نے تو مجھے یہ حکم دیا ہے کہ دائرہ بڑھاؤں اور مونچھیں کتر داؤں۔ قصہ طویل ہے مگر یہاں صرف یہ لکھنا ہے کہ غیر مسلم سفیروں کی اس صورت اور شکل سے بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو طبعی تکلیف ہوئی فقط

از ذکر کیا اس قصہ کو مولانا محمد یوسفؒ نے حیات الصحابہ میں مختلف سندوں سے ذکر کیا ہے مسلمانوں کے سوچنے کی بات ہے کہ مرنے کے بعد سب سے پہلے قبر میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا سامنا ہوگا اور اس دائرہ منڈے ہوئے چہرے سے اس پاک ذات کو کتنی تکلیف ہوگی جس کی شفاعت پر ہم مسلمانوں کی امیدیں وابستہ ہیں۔ اس کے بعد مولانا میرٹھی لکھتے ہیں کہ مرزا قلیل کا قصہ آپ نے سنا ہوگا ان کے صوفیانہ کلام سے متاثر ہو کر ایک ایرانی شخص ان کا معتقد ہو گیا اور زیارت کے شوق میں وطن سے پہلا جس وقت ان کے پاس پہنچا تو مرزا دائرہ کا صفایا کر رہے تھے اس نے تعجب سے دیکھا اور کہا آغا ریش می تراشی (جناب آپ دائرہ منڈا رہے ہیں) مرزا نے جواب دیا بے موئے می تراشم۔ دے دے کے نمی تراشم (ہاں بال تراش رہا ہوں کسی کا دل تو نہیں پھیل رہا ہوں) گویا دل بدست آور کہ حج اکبر کی طرف صوفیانہ اشارہ کیا کہ اپنے متعلق انسان جو چاہے کرے مگر مخلوق خدا کا دل نہ دکھائے ایرانی نے بے ساختہ جواب دیا آئے دل رسول می تراشی کسی کا دل دکھانا چہ معنی؟ تم تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دل پھیل رہے ہو۔ یہ سن کر مرزا کو دہد آگیا اور بے ہوش ہو کر گر پڑے ہوش آیا تو شیر زبان پر تھامے

جزاک اللہ کہ چشم باز کردی مرا با جان جاں ہمرانہ کردی
پس اگر محبوب خدا کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے کی ہمت نہیں رکھتے تو

خدا کے واسطے آپ کا دل تو نہ دکھاؤ۔ مولانا نے جو شعر لکھا ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے جزا خیر دے کہ تو نے میری آنکھ کھول دی اور مجھے جان جاناں کے ساتھ ہمراہ کر دیا نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ اس لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اذیت اللہ جل شانہ کی اذیت ہے۔ اس لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے من اذا ذنب فقد اذی اللہ تعالیٰ جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی۔ جب غیر مسلموں کے دائرہ منڈانے اور مونچھیں بڑھانے سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف پہنچی تو جو لوگ امتی کہلاتے ہیں، ان کے اس ناپاک فعل سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کتنی تکلیف ہوگی۔

مولانا میرٹھی تحریر فرماتے ہیں کہ اب دائرہ کی طبی حیثیت بھی ملاحظہ فرمائیے طب یونانی تو پہلے ہی طے کر چکی تھی کہ دائرہ مرد کے لئے زینت ہے اور گردن اور سینے کے لئے بڑی محافظ ہے مگر اب تو ڈاکٹر بھی اسے پاؤں لوٹنے لگے ہیں چنانچہ ایک ڈاکٹر لکھتا ہے کہ دائرہ پر بار بار استرہ چلانے سے آنکھوں کی رگوں پر اثر پڑتا ہے اور ان کی بینائی کمزور ہوتی جاتی ہے دوسرا ڈاکٹر لکھتا ہے کہ نیچی دائرہ صحت جراثیم کو اپنے اندر الجھا کر حلق اور سینہ تک پہنچنے سے روک لیتی ہے اور ایک ڈاکٹر یہاں تک لکھتا ہے کہ اگر سات نسلوں تک مردوں میں دائرہ منڈانے کی عادت قائم رہی تو آٹھویں نسل بے دائرہ کی پیدا ہوگی اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر نسل میں مادہ منویہ کم ہوتے ہوئے آٹھویں نسل میں مفقود ہو جائے گا یہ اس ڈاکٹر کی پیشین گوئی نہیں جس کا تعلق نجوم سے ہے بلکہ ایک طبعی اصول ہے صاف لہجہ والا بچہ اگر بار بار کسی ہیکلے کی نقل آمارتا رہتا ہے تو چند ہی روز میں ہیکل بن جاتا ہے پھر کتنی ہی کوشش کرے ایک بات بھی بغیر ہیکل ہٹ کر نہیں کر سکتا۔ اس بحث میں سب سے زیادہ

واضح تحریر امریکن ڈاکٹر ہارلس ہومر کی ہے جو حال ہی میں شائع ہوئی ہے۔ اس کا
 بلفظہ ترجمہ یہ ہے ایک مضمون نگار نے داڑھی مونڈنے کے لئے برقی سوئیاں ایجاد
 کرنے کی مجھ سے فرمائش کی ہے تاکہ وہ تمام وقت جو داڑھی مونڈنے کی نظر ہوتا ہے بچ
 جائے لیکن سمجھ میں نہیں آتا آخر داڑھی کے نام سے لوگوں کو لرزہ کیوں چڑھتا ہے
 لوگ جب مردوں پر بال رکھتے ہیں تو پھر چہرہ پر ان کے رکھنے میں کیا عیب ہے۔
 کسی کے سر پر سے اگر کسی ہنگہ کے بال اڑ جائیں تو اسے اس گنج کے اظہار سے شرم آیا کرتی
 ہے لیکن یہ عجب تماشا ہے کہ اپنے پورے چہرے کو خوشی سے گنجا کر لیتے ہیں اور اپنے
 کو داڑھی سے محروم کرتے ذرا نہیں شرماتے جو کہ مرد ہونے کی سب سے زیادہ واضح
 علامت ہے۔

داڑھی اور مونچھیں انسان کے چہرے کو مردانہ قوت، استحکام سیرت، کمال
 فردیت اور علامات امتیاز بخشی ہیں۔ اور اس کا بقا و تحفظ بھی دلیری کی بنا پر ہوتا
 ہے یہی تھوڑے سے بال ہیں جو مرد کو زنانہ صفات سے ممتاز بناتے ہیں۔ کیونکہ اس
 کے علاوہ بدن کے تمام بالوں میں مرد اور عورت دونوں مشترک ہیں۔ عورتیں اپنے
 دلوں میں داڑھی اور مونچھوں کی بڑی قدر رکھتی ہیں اور باطن میں بے ریش مردوں
 کی بہ نسبت باریش مردوں کی زیادہ دلدادہ ہوتی ہیں اور بظاہر تو ایسا معلوم
 ہوتا ہے کہ ان کو داڑھی اور مونچھیں اچھی معلوم نہیں ہوتیں لیکن اس کا سبب
 صرف یہ ہے کہ وہ فیشن کی غلام اور لباس کی ماتحت ہوا کرتی ہیں اور بد قسمتی سے
 آج کل داڑھی اور مونچھیں فیشن کی بارگاہ سے مردود ہو چکی ہیں۔ مضمون اور منہ کے
 سامنے تھوڑے سے بالوں کی موجودگی ایک اچھی چھلنی کا کام دیتی ہے اور مصرت راز
 خاک مٹی اور بہت سے ہائیم ناک یا منہ میں نہیں جانے پاتے لمبی اور گھنی داڑھی کا
 کو سردی کے اثرات سے بچائے رکھتی ہے دیکھئے ڈاکٹر ہومر داڑھی منڈانے کو چہرہ

کانگج اور فیشن کی غلامی کو زمانہ خصلت بتاتا ہے اس کے نزدیک استقلال شجاعت حوصلہ ہمت تمامی مردانہ خصائل اور زینت کا مدار داڑھی ہے وہ آپ کے کھانسی زکام نزلہ میں مبتلا رہنے کا سبب آپ کی اسی عادت کو قرار دیتا ہے اور پھر آگے لکھتا ہے کہ داڑھی اور مونچھیں پھر دنیا میں واپس آ رہی ہیں اور ان ہی کے ساتھ وہ فوقیت بھی واپس آئے گی۔ جو قدرت نے مرد کو عورت پر دی ہے۔ کسی داڑھی رکھنے والے مرد نے کبھی اپنی بیوی کو نہیں چھوڑا تھا داڑھی والا انسان اپنی داڑھی کی ہمیشہ لاج رکھتا تھا اس میں ایک آن ہوتی ہے جو مرد کی شان کو نمایاں ہے۔

آخر ایک پورے نوجوان مرد کو یہ تمنا کیوں ہوئی کہ اس کا چہرہ بچوں کا سا نظر آئے خدا نے داڑھی اور مونچھیں اسی واسطے بنائی تھیں کہ جن سے مردوں کے چہرے کی زینت ہو جو لوگ داڑھی کا مذاق اور محول اڑاتے ہیں وہ حضرت یسوع مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذاق اور محول اڑاتے ہیں اس لئے کہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام داڑھی رکھتے تھے۔ دیکھا آپ نے کہ ایک عیسائی اپنی مذہبی دطبی تحقیق میں مختصر لفظوں میں کیا کچھ کہہ گیا اس کے نزدیک جوان کو مرد بے ریش بننے کی تمنا کرنا رجعت قہقری ہے۔ جیسے انسان پھر بندر بننے کی تمنا کرنے لگے اور انیس صدیاں گزرنے پر بھی اپنے نبی کی اتنی قدر کرتا ہے کہ داڑھی کا مضحکہ اڑانے والوں کو یسوع مسیح علیہ السلام کا مضحکہ اڑانے والا بتاتا ہے اس لئے کہ وہ داڑھی رکھتے تھے۔ مدعیان اسلام بتائیں کہ وہ کیا قدر کر رہے ہیں سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جن کے امتی بن کر قبل قیامت یہی حضرت مسیح تشریف لائیں گے۔ ہم نے چارلس ہو مر کا مضمون بحسنہ درج کر دیا ہے کہ تصرف و خیانت عیب ہے مگر مونچھوں کے متعلق ہمیں اس کی رائے سے اختلاف ہے خود ہو مر کو بھی اس کا اقرار ہے کہ حضرت یسوع مسیح کی مونچھیں بڑھی ہوئی نہ تھیں ورنہ جہاں اس نے اس کا اظہار کیا ہے کہ یسوع مسیح داڑھی رکھتے تھے وہیں ان کی بڑھی مونچھیں

رکھنے کا بھی ضرور ذکر کرتا مولانا میرٹھی کے رسالہ کا خلاصہ ختم ہوا۔ اس نا کارہ نے جب یہ رسالہ شروع کیا تھا اس وقت تو صرف مولانا میرٹھی کا رسالہ ذہن میں تھا اور وہ بھی مدنیہ میں نہیں تھا۔ مگر شروع کرنے کے بعد اتنی بات نے بہت سے رسالہ اس مضمون کے اپنے اپنے پاس سے لا کر دیئے تو خیال بھی ہوا کہ ماشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلہ میں تو بہت کچھ لکھا جا چکا ہے اس لئے میں نے تو اپنے رسالہ کو ملتوی کر دیا تھا مگر بعض دوستوں کا اصرار ہوا کہ مختصر ہی سہی جب شروع کر دیا تو کچھ نہ کچھ لکھ دیا ہی جائے میں نے بھی سوچا کہ ضرورت کے درجہ میں تو واقعی ضرورت نہیں ہے مگر ایسا سنت کے ثواب میں شرکت تو میری بھی ہو ہی جائے گی، جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ داڑھی والوں کا مذاق اڑاتے ہیں ان کو تو میں ایک شعر سنایا کرتا ہوں ے

لوگ سمجھیں مجھے محروم وقار و تمکیں وہ نہ سمجھے کہ میری بزم کے قابل نہ رہا
سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شافع المذنبین کی خوشنودی کے مقابلہ
میں احمقوں کا مذاق کیا قابل التفات ہے ؟

فقط والسلام

زکریا کاندھلوی

شب جمعرات ۵ صفر ۱۴۲۹ھ مدینہ منورہ

۲۵۔ ۲۶

دارِ طہی کی اسلامی حیثیت

مُصَنَّف
حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین صاحب نقشبندی مجددی
خلیفہ حضرت شیخ الزمان مولانا محمد عبداللہ صاحب خانقاہ مجددیہ راجیہ گندیاں

جس میں

کتاب و سنت، فقہ مذاہب اربعہ، اور اجماعِ اُمت سے دارِ طہی رکھنے کی
وضیعت، دارِ طہی کی شرعی اور سیاسی حیثیت اور اہمیت، دارِ طہی رکھنے
کے فضائل، دارِ طہی منڈانے کا گناہ، دارِ طہی منڈانے کی تاریخ اور دارِ طہی
مونچپوں کے دوسرے احکام مفصل اور اُن بیان کئے گئے ہیں۔

ناشر

کتب خانہ مظہری
گلشن اقبال بلاک ۷۷ کراچی

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر	عنوانات
۲۹	ایک اہم تنبیہ	۲۹	تشکر و امتنان
۴۹	ڈاڑھی حضرت تابعینؓ میں	۳۸	پیش لفظ
۴۰	مزید رعایت۔	۳۸	چند شبہات کے جوابات
۴۲	ڈاڑھی اجماع امت میں	۳۹	پہلا شبہ
۴۵	ڈاڑھی مذاہب اربعہ میں	۴۱	دوسرا شبہ
۴۴	فقہ حنفی	۴۱	تیسرا شبہ
۴۹	ایک شبہ کا ازلہ	۴۳	مجاہدین اسلام
۸۰	جواب اول	۴۵	چوتھا شبہ
۸۲	جواب دوم		پانچواں شبہ
۸۲	جواب سوئم		بِسْمِہِ سُبْحَانِہِ
۸۵	جواب چہارم	۴۷	ڈاڑھی کی دینی اہمیت
۸۶	فقہ مالکی	۴۹	قوم لوط کا عمل
۸۶	فقہ شافعی	۵۰	ڈاڑھی کو منڈانا بھی منکرات سے ہے
۸۶	فقہ حنبلی	۵۱	عورتوں میں تغیر خلق اللہ
	خاتمہ	۵۱	ڈاڑھی منڈانا مشابہ ہے۔
۸۹	فاسق کی امامت کا بیان	۵۳	ہاتھوں کے گناہ
۹۲	ایک ضروری وضاحت	۵۷	ڈاڑھی احادیث میں
	تصدیقات	۵۹	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل
۱۰۳	نقل از رسالہ دہلی	۶۰	مودودی صاحب کی عالمانہ جہالت
۱۰۵	نقل از رسالہ لاہور	۶۱	مودودی صاحب کے نزدیک ڈاڑھی کی مقدار
۱۰۶	تقریظ شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب	۶۵	ڈاڑھی تاریخ میں
۱۰۷	تقریظ حضرت مولانا مفتی عطاء محمد صاحب		

عمر ہادر کعبہ و بتخانہ مے نالدر حیات
تاز بزم عشق یک دانا ئے راز آید بردوں

تشکر و امتنان

میں اپنے پیر و مرشد ہادی طریقت و حامل نسبت مجددیہ حضرت
مولانا محمد عبداللہ صاحب خلیفہ و جانشین قطب زمان اعلیٰ حضرت
مولانا احمد خان صاحب قدس سرہا خانقاہ سراجیہ مجددیہ گندیاں
شریف کا شکر کس زبان اور کس قلم ادا کروں جن کی نگاہ کرم کی برکت سے
مجھ جیسے ہزاروں خدام کو نفس کی شرارتوں سے امان اللہ تعالیٰ نے
عطا فرمائی۔

یہ ناچیز تحفہ انہی مقدس عاشقانِ رسول و سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ کرتا ہوں۔ جن مسلمانوں کو اس کے مطالعہ
سے سنت نبویہ (صلی اللہ تعالیٰ علیٰ صاحبہا وسلم) پر عمل کی توفیق ہوئی یا آئندہ
جن کو اس کتاب سے فائدہ حاصل ہو اللہ تعالیٰ اس کے ثواب سے ان کے
درجاتِ عالیہ میں ترقی عطا فرمائے۔ اور ہم کو ان کی رفاقت نصیب کرے آمین۔
شمس الدین عفی عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

حد و صلوة کے بعد — تجدیدِ ذایحیائے دین کے ایک نئے مدعی صاحب کی طرف سے عرصہ سے سننے میں آرہا ہے کہ شریعتِ اسلامی میں ڈاڑھی کی کوئی خاص حد مقرر نہیں بلکہ صرف اتنی ہی ڈاڑھی کافی ہے جس سے تھوڑی سی ”روسیا ہی“ حاصل ہو جانے سے آدمی نسوانی دنیا میں ممتاز ہو جائے۔

اور زیادہ تعجب تو تب ہوا جب یہاں (ہری پور ہزارہ) کے ایک خطیب صاحب سے بھی سنا کہ شرعاً ڈاڑھی کی کوئی خاص حد محقق نہیں۔ بنا بریں فقیر کو باوجود علمی بے بضاعتی کے مجبوراً اس مسئلہ پر قلم اٹھانا پڑا۔ اور بحمد اللہ تعالیٰ کتاب و سنت سے کافی دلائل و شواہد اس مسئلہ پر یکجا ہو گئے۔ کہ اگر خالی الذہن ہو کر ان کا مطالعہ کیا جائے تو اطمینانِ قلب و شرح صدر کے لئے کافی ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے جو قرآن پاک میں بھی بیان فرمائی گئی ہے کہ یہودی اور عیسائی مسلمانوں سے اس وقت تک راضی نہیں ہو سکتے جب تک کہ مسلمان ان کا مذہب اختیار نہ کر لیں۔ اور عیسائیوں کا فساد تو اتنا واضح اور زیادہ ہے کہ دو ملعون عیسائی مسلمانوں کا روپ دھار کر مدینہ طیبہ میں گنبد خضراء کے اندر سرنگ لگانے پہنچ گئے تھے۔ اور پھر سلطان نور الدین زنگی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں جہنم رسید ہوئے تھے۔ ہندوستان میں فرنگیوں کی ابتدائی عملداری میں قلمی قرآن شریف خریدنے اور اس میں تحریف کرنے کا واقعہ مشہور اور مقدمہ تفسیر حقانی میں مذکور ہے صفحہ ۷۲

وزیر اعظم برطانیہ لارڈ گلڈسٹون یہ ارمان سینہ میں ہی لیکر دنیا سے رخصت ہوا کہ کسی طرح قرآن شریف سے سورہ انفال اور سورہ توبہ ہی نکال دی جائیں تاکہ عثمانی تلوار سے عیسائی یورپ کو شاید امان نصیب ہو سکے۔

مسلمانوں نے کوئی علمی ترقی کی ہو یا عمرانی۔ انگریزوں کے منہ سے یہ رال ٹپکتی ہی رہتی ہے۔ کہ اس عظمت کمال کو یورپ کی طرف منسوب کریں۔ انگلیوں کی ”نئی تحقیق“ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فقہ حنفی رومن لا سے مرتب کی ہے (سیرت النعمان صفحہ ۱۱۹) اور تلج محل آگرہ اور مقبرہ لاہور اطالوی انجنیروں نے بنایا تھا (اشارات مؤلفہ مشرقی صفحہ ۱۱۹)۔

ہندوستان میں انیسویں صدی کی ابتداء ہی سے عیسائیوں نے ہر طرح کی جارحانہ تبلیغی یلغار مسلمانوں پر کر دی۔ ان کے ناپاک عزائم یہ تھے کہ تمام مسلمانوں کو عیسائی بنا کر ہی دم لیا جائے۔

عیسائیت کی اس جارحیت کے ردِ عمل میں ۱۸۵۷ء کا وہ مشہور جہاد آزادی ہند۔ جس کو فرنگی اور فرنگی کے کاسہ لیس غدر کا نام دیتے ہیں۔ واقع ہوا۔ اس جہاد میں ہندوستانیوں نے بلا لحاظ مذہب و ملت بہادر شاہ ظفر کے جھنڈے تلے عیسائیت سے گلو خلاصی کی پُر زور جدوجہد کی۔ گو یہ تحریک بظاہر کامیاب نہ ہو سکی تاہم عیسائیوں کی سیدھی (DIRECT) جارحانہ تبلیغ سے مسلمانوں کو نجات مل گئی۔ جب عیسائیوں نے یہ صورت حال دیکھی اور یہ اندازہ لگایا کہ مسلمانوں کے خلاف تبلیغ کا ”ڈائریکٹ ایکشن“ کامیاب نہیں ہو سکتا تو انہوں نے ہمزنگ زیریں (under ground) دام بچھایا۔ اور دو کام کئے پہلا کام: پہلا کام یہ کیا کہ مسلمانوں کے مذہب اور تمدن کو غیر محسوس طریقے سے ختم کرنا چاہا۔ اسی بنا پر انہوں نے ہر اس بات کو اپنی تہذیب قرار دے دیا جو چاہے کتنی ہی تکلیف دہ اور بد نما ہو۔ مگر جو اسلامی تہذیب کے خلاف! مثلاً اسلامی تہذیب میں

دائیں ہاتھ سے کھانا ہے تو انہوں نے بائیں ہاتھ سے شروع کر دیا۔ اسلامی تہذیب میں ہاتھ سے کھانے کی بے تکلفی ہے تو انہوں نے پھری کانٹے کا تکلف اختیار کر لیا۔ اسلام گھٹنے ڈھانکنے کا حکم دیتا ہے تو انہوں نے نیکر ایجاد کر کے پورے ران ہی تنگ کر لئے۔ اسلام بے ضرورت کتے رکھنے کی ممانعت کرتا ہے تو انہوں نے شوقیہ سگ پروری کو فرائض حیات میں داخل کر لیا۔ اسلامی تہذیب میں بیٹھ کر پیشاب کرنا ہے تو انہوں نے کھڑے کھڑے پیشاب کرنا مقرر کر دیا۔ اسلامی تہذیب میں بیت الخلا میں پاؤں پر بیٹھ کر قضا حاجت سے فارغ ہونا ہے تو انہوں نے ”کموڈ“ پر ٹانگیں لٹا کر اس لئے پانخانہ پھرنا شروع کر دیا کہ کھڑے ہو کر قضاے حاجت کی کوئی صورت ممکن نہیں تھی۔ اگر ہوتی تو اسلام دشمنی میں ضروریہ ”صاحب لوگ“ کھڑے کھڑے فارغ ہو جاتے۔ اب جب کموڈ سے اٹھے تو اکڑوں کھڑے ہو کر نیم و محل براز کو دائیں ہاتھ سے بجائے مٹی کے ڈھیلوں کے۔ جو خوب ہاذب اور مصفیٰ ہوتے ہیں۔

بیت الخلائی کاغذ (TOILET PAPER) سے صاف کیا۔ گویا بجائے صفائی کے الٹا غلاطت کو لپیپ لیا۔ کیونکہ اطمینان سے پاؤں پر بیٹھ کر ڈھیلوں سے فرنگی اخلاق (Etiquette) کے خلاف بوٹھری۔ اب پانی سے استنجا بھی نہ کیا۔ اور اسی حالت غلاطت میں پانچ دس گھڑے پانی کے ٹب میں جا کر بیٹھ گئے اور وہی پانخانہ آمیز (Miserable) منہ آنکھوں کانوں اور سر میں ڈال رہے ہیں اور اسی سے کلیاں اور غرغریے کر رہے ہیں اور خوش ہو رہے ہیں کہ صفائی حاصل ہو رہی ہے۔ اس غلاطت کے ساتھ بسا اوقات جنابت کی پلیدی بھی مستزاد ہو کر ”نور علی نور“ تو نہیں البتہ ”ظلمات بعضہا فوق بعض“ کا مصداق بن جاتی ہے اور ”صاحب بہادر“ تو لئے سے بدن خشک کر کے خوش ہو رہے ہوتے ہیں کہ خوب صفائی حاصل ہو گئی ہے۔ برعکس نام رنگی ہند کافور“ کی اس سے بہتر اور کیا تصویر کھینچی جاسکتی ہے ”قیاس کن ز گلستاں او بہار شرا“

دوسری طرف اسلامی قوانین طہارت کی رو سے اتنی نجاست والا آدمی اگر ایک بڑے کنویں میں بھی داخل ہو جائے تو سارا کنواں ہی ناپاک ہو جائے۔

ع۔ بسیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

غرضیکہ کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، چلنے پھرنے اور ڈھنسنے پہننے ہر حرکت و سکون میں انہوں نے کوشش کی کہ کوئی ایسی ترکیب ایجاد کی جائے جو غیر محسوس ہو۔ اور پھر اسلامی طریقے کے خلاف ہو۔! پھر اپنی تہذیب کو پوری جہالت اور ڈھٹائی مگر انتہائی غیر محسوس طریقے سے ہمارے پورے لباس، نشست و برخاست مذہب، تمدن، طرز معاشرت، طرز گفتگو، طرز تحریر و تقریر غرضیکہ زندگی کے ہر شعبے میں پوری مضبوطی اور ڈھٹائی بلکہ سینہ زوری سے جاری کرنے کی انتہک کوشش کی۔ اسی قبیل سے ڈاڑھی منڈانا بھی ہے۔

یہاں آکر انگریز کی سخت جانی کی داد بھی دینی پڑتی ہے کہ اس نے اسلامی تہذیب کو مٹانے کے لئے بعض بد نما اور تکلیف دہ کام بھی اختیار کر لئے اور پوری سخت جانی و مستقل مزاجی سے خود تکلیف برداشت کرتا چلا گیا کہ تکلیف ہوتی ہے تو ہو مگر اسلام کی مخالفت ہوتی رہے۔

مثلاً کھڑے ہو کر پیشاب کرنا سخت تکلیف دہ ہے۔ کہ پاؤں پر پیشاب کے چھینٹے پڑتے ہیں۔ پتلون اور بوٹ خراب ہوتے ہیں۔ مگر پروا نہیں کہ اس سے اگر اسلام کی مخالفت ہوتی ہے تو یہ تکلیف تکلیف نہیں بلکہ عین راحت ہے۔ پھر ساتھی یہ سنی مسلسل بھی جاری رکھی کہ مسلمان اپنی وضع قطع چھوڑ کر اسی کی وضع قطع اختیار کر لیں۔ مسلمانوں پر اس کا اثر: افسوس کہ بعض مسلمانوں نے دانستہ طور پر انگریز کی دلی آرزو کو عملاً اپنایا۔ آج محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے بے حس مسلمان فتنگی کی ملعون تہذیب سے متاثر اور ملوث ہو چکے ہیں۔

وائے ناکامی متارے کارواں جاتا رہا کارواں کے دل سے احساںیں زیل بنانا
اور اسی فیصدی بھولے اور غافل مسلمان اس کے ہم رنگ زمین جال میں پھنسنے
چکے ہیں۔ بیچارے کرتے بھی کیا۔ ع ”بود ہم رنگ زمین دام گرفتار شدند“۔

اب یہ حالت ہے کہ انگریزی کالجوں کے تعلیم یافتہ مسلمانوں کی اکثریت
انگریزی تہذیب کی دلدادہ ہو چکی ہے۔ اور ہمہ تن اس دھن میں مصروف ہے کہ فرنگی
تہذیب کو نظام حیات کے ہر شعبے میں اپنایا جائے۔ نام رکھیں گے تو انگریزوں جیسا
نام ہوگا مرزا غلام حسین اور سید غلام مرتضیٰ مگر یہ لکھیں جی۔ ایچ مرزا اور جی۔ ایم
سید۔ ع ”افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوبھی“۔

الغرض ان نو تہذیبی حضرات کے پاخانے غسل خانے، باورچی خانے، طعام
خانے مہمان خانے آرام گاہیں ملاقات گاہیں۔ سب کے سب ہی انگریزی تہذیب کے
آئینے نظر آئیں گے۔ ان مسکینوں کو کیا خبر کہ اقبال نے ان کے لئے ہی کہا ہے۔

وہ فریب خوردہ شاہین جو بلا ہو کر گسوں میں

اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسم شاہ بازی

حالانکہ ہمارا پورا اسلامی نظام حیات فرنگی نظام حیات سے لاکھوں درجہ بہتر
موجود تھا۔ مگر ان حضرات کی اب حالت یہ ہے کہ ع

ان مشرق کے مسکینوں کا دل مغرب میں جا اٹکا ہے۔

اور اب تو نوبت یہاں تک پہنچی کہ درزیوں، نائیٹوں بلکہ بھنگیوں تک کی روٹی

انگریزی بولے بغیر ہضم نہیں ہوتی۔ ”ٹیلنگ ہاؤس“ ”ٹیمپل کنگ سیلون“ اور ”سویسیرینین“

کے بورڈ پابجا آویزاں ملیں گے۔ حکومت سے اردو کو پاکستان کی قومی زبان بنانے کا

مطالبہ ہے مگر آج کل کے عام نوجوانوں کی باتیں سنئے تو اپنی قابلیت اور ہمہ دانی کے اظہار
کے شوق میں بے ضرورت ادھے سے زیادہ الفاظ انگریزی کے گھسیٹ گھسیٹ کر اچھی بھلی اردو

کو جناتی زبان بناتے نظر آتے ہیں اور ہمہ تن انگریز بننے کے جذبہ میں فنا ہوئے جاتے ہیں۔ ان حالات میں جب کہ ہم خود اُردو کو اس کا جائز مقام نہ دیں تو حکومت کو کیا پڑی کہ وہ اُردو کو ملک کی سرکاری زبان قرار دے۔

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ جہاں میدان جہاد میں مسلمانوں نے یورپ کے آدھے ممالک فتح کر لئے اور اسلام کی غارِ اشکاف تلوار کے سامنے پورا یورپ گھٹنے ٹیک کر رہ گیا میدانِ ثقافت میں آج تقریباً پورے عالم اسلام کی تہذیب یورپین تہذیب کے آگے گھٹنے ٹیکے دم توڑ رہی ہے۔ فَاَعْتَبِرُوا يَا اُولِيَ الْاَبْصَارِ۔

سچ ہے۔

قیامت ہے کہ جبل اللہ سے کٹ کر اٹھا سُم اور انگریزوں کی بودی بے بی رسی سے جالٹکا اس حقیقت کو پیش نظر رکھنے کے بعد واضح ہو کہ انیسویں صدی تک یورپ بھر میں ڈاڑھی عوام اور شرفاء کا شعار سمجھی جاتی تھی۔ روم کے آخری دور کے بادشاہ کے پاس جب ایک بے ریش شخص بطور سفیر پہنچا تو اس نے خفگی کا اظہار کیا اور پوچھا کہ ”کیا تمہارے بادشاہ کو ڈاڑھی والا کوئی شخص نہ ملا؟“

(بحوالہ الصدیق ملتان بابت اپریل ۱۹۵۴ء)

مشہور ترین گیزامیر البحر جان دی کیسٹرونے ”گوا“ میں جب کسی سے ایک ہزار کی رقم قرض لی تو اس کے عوض یہ کہتے ہوئے اپنی ڈاڑھی کے چند بال گردی رکھے کہ ”دنیا کا تمام سونا بھی میرے ان بالوں کی برابری نہیں کر سکتا۔“

(حوالہ بالا)

”خود ہمارے اپنے ملک میں چند سال پہلے تک ڈاڑھی منڈانا بطور شرط ذکر کیا جاتا تھا کہ اگر یہ کام یوں نہ ہوا تو ڈاڑھی منڈاؤں گا۔“

باریش ایڈورڈ مفتی کے روپے چند سال پہلے تک اور باریش ڈنلپ کے ٹائمر

اب بھی دستیاب ہوتے ہیں۔

لاہور ہائیکورٹ کے کچھ سابق جج جج جج کے فوٹو اب بھی چیف جسٹس ہال میں آویزاں ہیں۔ تاریخ اسلام میں بھی ہے کہ جب ”بازان“ گورنرمن کے دو ڈاڑھی مندے سفیر حضور علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور علیہ السلام نے ان کی شکل پر نازاں ہو کر منہ پھیر لیا اور ان کو فرمایا کہ ”خدا تمہیں خوار کرے ایسی مکروہ شکل بنانے کا تمہیں کس نے حکم دیا ہے۔“

انہوں نے جواب دیا ”ہمارے رب کسریٰ نے حکم دیا ہے۔“

حضور علیہ السلام نے فرمایا ”مگر میرے رب نے مجھے ڈاڑھی بڑھانے کا حکم فرمایا ہے اور مونچھیں کٹوانے کا۔“

(از تاریخ الخمیس وابن جریر وابن کثیر و سیرت حلبی)

نیز ایک اور ڈاڑھی مندے مجوسی کو آپ نے فرمایا کہ ”یہ (ڈاڑھی مندانا) کیا (بری حرکت) ہے۔“

اس نے جواب دیا کہ یہ ڈاڑھی مندانا تو ہمارے دین میں (داخل) ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا ”لیکن ہمارے دین میں تو ڈاڑھی بڑھانا اور مونچھیں کٹانا ہے۔“ تفسیر درمنثور ص ۱۱۲

مسلمانوں کو ٹھنڈے دل سے غور کرنا چاہئے۔ جب دو مجوسی سفیروں کی منڈی ہوئی ڈاڑھی دیکھ کر حضور علیہ السلام نے ان سے منہ پھیر لیا اور انہیں بددعا ئیہ جملہ ”خدا تمہیں خوار کرے“، فرمایا۔ حالانکہ وہ جہان کافر تھے اور شرعاً ڈاڑھی رکھنے کے پابندی نہ تھے۔ مگر یہ فعل چونکہ فطرت سلیمہ کے بھی خلاف تھا۔ اس لئے حضور علیہ السلام کو نفرت پیدا ہوئی تو میدان قیامت میں جب حضور علیہ السلام کے ڈاڑھی مندے مسلمان کلمہ گو امتی ڈاڑھی مندے مجوسیوں کی شکل میں آپ کے روبرو شفاعت کی عرض سے

پیش ہوں گے۔ تو حضور علیہ السلام اس میدان شفاعت میں اگر ہماری اس مجوسیانہ بدشکلی پر ناراض ہو کر ہم سے منہ مبارک پھیر لیں۔ تو پھر بتایا جائے کہ ہمارا کیا انجام ہوگا۔ اعاذ باللہ تعالیٰ منہا ہے۔

کوئی آسمان سے ہو گئے تو یہ ممکن ہے کہ وہ منے تیرے طاق ابرو سے ہو کر تو پھر اس کا بچنا محال ہے حضرت عمر بن عبدالعزیز اموی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کی شہادت تھیں اس وہب سے رو کر دی کہ اس کے فَبْنِکَیْن (بچے ہونٹ کے نیچے کے دونوں طرف کے تھوڑے سے بال) اکھڑے ہوئے تھے۔ حالانکہ اس کی پوری ڈاڑھی موجود تھی۔

(احیاء العلوم للغزالی وقوت القلوب)

احیاء العلوم کی شرح ”تحاف السادہ المتقین“ میں اس واقع کی تشریح میں لکھا ہے کہ ”آپ نے اس کی شہادت اس لئے رو کر دی کہ اس نے فَبْنِکَیْن اکھڑنے کی بدعت پر عمل کیا جو بزمانہ سلف نہ تھی۔ اس لئے آپ نے اس کی شہادت رو کر کے اس کو تنبیہ کی“

(تحاف ص ۲۲۶ طبع مہر)

ان عبارتوں سے محترم مودودی صاحب کے اس مشہور مقالے کی بھی قلعی کھل گئی کہ حضور علیہ السلام نے ایک قبضہ ڈاڑھی اپنے طبعی مزاج یا رواج عرب کی بنا پر رکھی تھی یہ کوئی شرعی حکم نہ تھا۔ (رسائل ومسائل جلد اول)

حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی نے لکھا ہے کہ ۱۱۷ھ میں دمشق میں قلندر بہ فرقہ کے کچھ لوگوں نے ڈاڑھیاں منڈوائیں تو اس وقت کے بادشاہ سلطان حسن بن محمد نے حکم دیا کہ ان کو ملک بدر کر دیا جائے اور اس وقت تک ان کو اسلامی شہروں میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ جب تک کہ وہ اس کافرانہ شعار سے توبہ نہ کر لیں۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ یہ فعل باجماع امت حرام ہے۔ (تاریخ ابن کثیر ص ۱۱۷)

ایسے ہی درمختار ہیں اور مولانا مہمانویؒ نے ”بوادیر النوادر“ میں درمختار کے

اس حکم کا مطلب یہ بیان فرمایا ہے کہ — ”اجماع اُمت یہ ہے کہ ایک قبضہ سے ڈاڑھی کم کرنا حرام ہے۔“ بوادرنواد، ص ۳۳

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے عربی شرح مشکوٰۃ میں تصریح کی ہے کہ ”ایک قبضہ ڈاڑھی رکھنی واجب ہے اور اس مقدار سے کم کرنا حرام ہے۔“ شرح مشکوٰۃ حدیث خصال فطرت

اب ناظرین ہی انصاف کریں کہ حضرات سلف صالحین ایک قبضہ ڈاڑھی حکم شرعی اور واجب سمجھ کر رکھتے تھے یا مذاق طبعی اور رواج ملکی کی بنا پر جیسے کہ مودودی صاحب نے گل افشانی فرمائی ہے۔

ع ”بریں عقل و دانش بیاید گر سیت“

چند شبہات کے جوابات :- مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسی پیش لفظ میں دو پارہ شیطانی شبہات کا جواب بھی عرض کر دیا جائے۔ تاکہ بعد کو غلط بحث نہ ہو سکے۔ پہلا شبہ :- بعض مغرب زدہ جو اپنے آپ کو ”روشن خیال“ سمجھتے ہیں۔ یہ خیال ظاہر فرماتے ہیں۔ کہ ڈاڑھی رکھنے سے قوم ترقی نہیں کر سکتی! تو یہ بات غلط اور مشاہدے کے بالکل خلاف ہے۔ مسلمان قوم نے جتنی ترقی بھی کی وہ اتباع شریعت کے صدقے میں ہی کی۔ اور جب شریعت کی پابندی چھوٹی تو خدا کی رحمت بھی روٹی۔ اس پر تو تمام نئے تعلیم یافتہ لوگ متفق ہیں کہ سرسید مرحوم کی دہرے قوم نے بہت ترقی کی تو اگر ڈاڑھی ترقی میں قارج ہوتی تو سرسید مرحوم کی فٹ بھر لہی ڈاڑھی کبھی نہ ہوتی۔ پس ڈاڑھی کا ترقی سے کیا عناد۔

ہمارے سامنے ”بوہرہ“ قوم ایک مختصر سی قوم موجود ہے، مگر اول درجہ کی ترقی یافتہ تعلیم یافتہ، سرمایہ دار، مہذب، تجارت میں اول درجہ کے تاجر ملازمتوں میں چوٹی کے عہدوں کے مالک ان کی دنیاوی ترقی میں ڈاڑھی نے پرکاشہ جتنی رکاوٹ نہیں ڈالی۔

ایسے ہی سکھوں کو دیکھئے اور ہر میدانِ زندگی میں دیکھئے! زراعت میں ہزاروں بیگھوں کے مالک۔ اور ہر طرح کی تجارت میں چوٹی کے تاجر، سول ملازمتوں میں کمشنر اور جج۔ فوجی ملازمتوں میں کرنل و جرنل۔ مگر ان کو زندگی کے کسی میدان میں ڈاڑھی نے ٹک نہیں دی۔ ترقی سے نہیں روکا۔ بلکہ ان کی یہ نہر ہی مضبوطی ہی ان کی سماجی و سیاسی حیثیت کو ہندو کی یلغار سے بچائے ہوئے ہے اور پھر ان کی یہ نچنگی بانیِ مذہب گورو نانک جی کے حکم سے نہیں بلکہ دسویں گورو گو بند جی کے حکم سے ہے۔

جارج پنجم آجہانی سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے ڈاڑھی کیوں رکھی ہے۔ جارج پنجم نے جواب میں کہا۔ میں نے ڈاڑھی اس شخص کے منہ پر دیکھی ہے جو مجھے اس دنیا میں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ یعنی — میرے والد ایڈورڈ ہفتم۔ پس اسی لئے میں نے ڈاڑھی رکھی ہے۔ کیونکہ محبوب کی ہر ادا محبوب ہوتی ہے۔

اے کاش! مسلمانوں کو اپنے سب سے بڑے محبوب آقائے نادر صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک اداؤں سے اتنی ہی محبت ہوتی جتنی جارج پنجم کو ایڈورڈ ہفتم سے اور سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا اتنا ہی پاس ہوتا جتنا سکھوں کو اپنے دسویں گورو گو بند سنگھ جی کے حکم کا تھا۔

وائے گریس امروز بود فردائے

دوسرا شبہ: بعض جاہل ”محققین“ کا خیال ہے کہ ترک اور مصری لوگ بھی تو ڈاڑھی منڈاتے ہیں۔ جواب میں عرض یہ ہے کہ اول تو ترک اور مصری ہماری شریعت تو ہیں نہیں جو ان کی اتباع ہم پر فرض ہو جائے اور جو کام وہ کرنے لگ جائیں، وہی شرعی مسئلہ بن جائے۔ کل کو اگر ترک اور مصری لوگ نماز ہی چھوڑ دیں تو کیا نماز ہی موقوف ہو جائے گی۔ یا گزشتہ بیش پچیس برس سے ترکوں نے جج چھوڑے رکھا تو کیا جج موقوف ہو گیا؟

دوسرے ترکی اور مصر میں بھی بیسیوں ایسے علماء و صالحاء موجود ہیں جو پوری ڈاڑھی

رکھتے اور اس کو واجب سمجھتے ہیں۔ پھر ان کی تقلید کیوں نہیں کی جاتی، گو شرعی مسئلہ کسی قوم کے کرنے سے ثابت اور نہ کرنے سے منسوخ نہیں ہو سکتا۔

اور پھر اُمتِ موحیہ کے چودہ سو سالہ اجماع کے ساتھ قرآن پاک میں خداوند قدوس نے فاسقوں کو فرما کر اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حکم فرمایا ہے۔ ترکوں اور مصریوں کی اتباع کا نہیں دیا اور حجب کہ

(۱) حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر ہمارے حضور علیہ السلام تک

تمام انبیا اور رسولوں نے پوری ڈاڑھی رکھی (علیہم السلام)

(۲) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پوری ڈاڑھی رکھی۔

(۳) پوری ڈاڑھی رکھنے کو "خدا کا حکم" اور "پناہ دین" بتایا۔

(۴) ڈاڑھی کٹانے اور منڈانے سے سختی سے منع فرمایا

(۵) ڈاڑھی کٹانے اور منڈانے والے مشرک مجوسیوں اور یہود و نصاریٰ

کی مخالفت کرنے کا حکم فرمایا اور دینی امور میں اتباع کے لئے ایک اٹل

اصول اور قطعی ضابطہ بیان فرمایا کہ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَ أَصْحَابِي کہ اس طریقہ

کی پیروی کرو۔ جو طریقہ میرا اور میرے اصحاب کا ہے۔ (نہ وہ طریقہ جو

یہود و نصاریٰ کا ہے)۔

(۶) تمام صحابہ کرام تابعین و تبع تابعین عظام ہر قسم کے علمائے امت اور

صلحائے ملت از آدم تا این دم پوری ڈاڑھی رکھتے چلے آ رہے ہیں۔ اور

اس عظیم تواتر سے کسی نام کے دیندار کا بھی خلاف و تخلف ثابت نہیں ہو سکتا

نہ ہی کیا جاسکتا ہے۔

تو پھر اتنی صاف اور واضح تاکیدوں اور تائیدوں کے بعد بھی جو بدقسمت

مسلمان جان بوجھ کر حضور علیہ السلام کی مخالفت کر کے مجوسیوں کی راہ اختیار کرے تو ایسے

لوگوں کے بارے میں کتنا صاف اور واضح ارشاد خداوندی ہے۔ غور سے پڑھئے اور عبرت حاصل کیجئے۔

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ
بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ
غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا
تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ
مَصِيرًا ۝
اور جو شخص سیدھی راہ معلوم ہو جانے کے بعد بھی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے اور موذی راہ چھوڑ کر
(کافروں کی راہ) اختیار کرے۔ تو ہم اسے پھیریں گے۔ جہنم
وہ پھرنا چاہے۔ پھر پہنچائیں گے ہم اسے جہنم اور بہت ہی
برا ٹھکانا ہے وہ جہنم۔ النساء۔

میسر اشتبہ:- غزا کرنے والے غازیوں کی طرف سے ایک شبہ یہ بھی پیش کیا
جاتا ہے کہ میدان جہاد میں غازی مجاہدوں کے لئے ڈاڑھی منڈانا جائز ہے!
جواب میں عرض ہے اول تو آنجناب ایسے کون سے جہاد پر تشریف لے جا رہے
ہیں جس کے لئے ڈاڑھی منڈانی سخت ضروری ہو گئی ہے۔ جو خدا نخواستہ اگر ڈاڑھی نہ
مونڈی گئی تو شکست فاش ہو جائیگی۔ ع

شرم تم کو مگر نہیں آتی

مجاہدین اسلام:- دوسرے جناب کو معلوم ہونا چاہئے کہ مجاہدین پر بھی ڈاڑھی
رکھنی اسی طرح واجب ہے جیسے عام مسلمانوں پر! بلکہ میدان جہاد میں تو مجاہدین کو
ڈاڑھی کے ساتھ مونچھوں اور ناخنوں کا بڑھالینا جائز ہے۔ شامی جلد خامس اور روح
البیان بحوالہ احياء العلوم میں ہے۔

مجاہدین کے لئے دشمن کے ملک میں ناخنوں اور مونچھوں کا بڑھالینا بہتر ہے۔
حالانکہ عام حالات میں ان کا کاٹنا ضروری ہے اور یہ اس لئے کہ مسلمان مجاہد کی مہیب
صورت دیکھ دشمن پر مہبت طاری ہو سکے اور امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم
رضی اللہ عنہ نے مجاہد صحابہ کرام کو حکم لکھا تھا کہ دشمن کے ملک میں ناخن بڑھالیں کہ

یہ بھی ہتھیار ہیں۔

غور کیا جائے حضرات صحابہ کرامؓ سے بڑا مجاہد کون ہو سکتا ہے اور فاروقؓ اعظم سے بڑا بیدار مغز اور باریک بین نگرانِ جنگ کون!

اگر ڈاڑھی میدانِ جہاد کے مقاصدِ حربی میں مغل ہوتی اور اس کے کاٹنے کی اجازت ہوتی تو وہ ضرور اس پر عمل کرتے وَاَدْنٰی فُلَیْسُ تَارِیْحُ کی ساری کتابیں چھان ڈالنے لگتیں اشارتاً بھی تو ثابت نہیں ہو سکے گا کہ کسی جنگ میں کسی صحابی کو جنگی ضرورت کے لئے ڈاڑھی منڈانی پڑی ہو۔ اور پھر

حضرات صحابہ کرامؓ کی مٹھی بھر کمزور و ناتواں فوج سے لاکھوں دیوبکر ڈاڑھی منڈے ایرانی سُرِ ماشکستِ فاش کھا کر بدحواس ہو کر ”دیواں آمدند“، ”دیواں آمدند“ (دیو آگئے، دیو آگئے) کہتے ہوئے بھاگ نکلے اور صدیوں پرانی عظیم الشان ایرانی سلطنت کی عزت، عظمت اور سطوت و جبروت خاک میں مل گئی۔ (الفاروق جلد اول)

”یزدجرد“ شہنشاہ ایران بھاگ کر چین بھا نکلا۔ اور خاقانِ چین سے فوجی امداد طلب کی تو خاقان نے صحابہ کرامؓ کی دینی پختگی کے حالات سننے کے بعد کہا کہ:

”میں تم کو اتنی بڑی فوج دے سکتا ہوں جس کا ایک سرا چین دوسرا ایران میں ہو لیکن اس قوم کو فتح کرنا محال ہے۔ یہ قوم تو اگر پہاڑ سے ٹکرا جائے تو اسے بھی پاش پاش کر کے رکھ دے۔“

حضراتِ ناظرین غور فرمائیں کہ اگر ڈاڑھی منڈانا جنگ کے لئے مفید ہوتا تو ایرانی ضرور ہی جیت جاتے۔ کیونکہ وہ سو فیصدی ڈاڑھی منڈے تھے۔ اور ان کے برِ مقابل عرب کے باریش بدو کسی مافوق العادت طاقت کے بھی مالک نہ تھے۔ ان کے قد و قام بھی کچھ زیادہ طویل و عریض نہ تھے۔ نہ ہی ان کی طاقت بدنی باقی دنیا سے زالی پیدا کی گئی تھی۔ نہ ہی ان کے پاس قیصر و کسریٰ کی متمدن ڈاڑھی منڈی فوجوں کے مقابلے میں

کچھ بہتر یا وافر سامان جنگ تھا۔ نہ ہی ان کی تعداد زیادہ تھی۔ تو پھر آخر کیا تھا جس کی وجہ سے انہوں نے دنیا ئے کفر کو گیند کی طرح آگے دھریا۔ اور بحر ظلمات کے ساحل پر جا کر دم لیا۔ کہ آگے زمین ختم ہو گئی تھی۔

دشت تو دشت ہیں دیا بھی نہ پھوٹے ہم نے بحر ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے تو یہ سب برکت تھی اتباع سنت اور عشق نبویؐ کی۔ جس کی وجہ سے ان مٹھی بھر مجاہدوں نے قیصر و کسریٰ کی عظیم الشان سلطنتوں کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دی کسی شاعر نے کسی کے متعلق کیا خوب لکھا ہے

تھے ان کے پاس دو گھوڑے چھ زہریلے شمشیریں
بدلنے آئے تھے یہ لوگ دنیا بھر کی تقدیریں
نہ تیغ و تیر پر تکیہ نہ خنجر پر نہ بھالے پر
بھروسہ بتا خدا پر اور کالی کسلی والے پر

چوتھا شبہ :- بعض کمزور ایمان والے یہ عذر بھی تراشتے ہیں کہ داڑھی رکھنے سے سرکاری ملازمتیں نہیں مل سکتیں اور سکولوں اور کالجوں میں تعلیم مشکل ہو جاتی ہے۔ جواباً عرض ہے کہ اگر داڑھی رکھنی حکم خداوندی اور دین نبویؐ ہے جیسے کہ حضور علیہ السلام نے فرمادیا ہے تو پھر خدا اور رسولؐ کے احکام کی خلاف ورزی محض رزق حاصل کرنے کے لئے کی جا کر جو رزق حاصل ہوگا۔ سوچنا چاہئے کہ وہ رزق کیا ہوگا۔

اے طاثر لاہوتی اس رزق سے موت پا بھی جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی پھر یہ بھی فرمایا جائے کہ داڑھی والے حضرات کے لئے تعلیم اور ملازمت کے دروازوں پر کوئی قانونی رکاوٹ ہے سہی؟ اور اگر نہیں ہے اور فی الواقع نہیں ہے تو پھر اپنی ضعیف الایمانی اور بدکرداری کا الزام دوسروں کے سر تھوپنا کہاں تک درست ہے۔ ع۔ ”خود کرے بد فعلیاں لعنت کرے شیطان پر“

اور بالفرض کوئی پابندی ہوتی بھی تو یہ مراغلت فی الدین ہوتی، تو اس کے ازالہ کے لئے جہد و جہد ضروری ہوتی نہ کہ اسکے آگے بزدلانہ طور سے ہتھیار ڈال دینا۔

ایسی حالت میں تو ہم مسلمانوں سے وہ امریکن نامسلمان ہی اچھا رہا جس نے ڈاڑھی کو اپنا انسانی حق سمجھتے ہوئے حکومت امریکہ کے خلاف سول نافرمانی کر کے جیل جانے کو ترجیح دی تھی۔ اور بالآخر اس انسانی حق تلفی کے قانون کو امریکہ ہی میں شکست دے کر دم لیا۔ اور مرنے کے بعد اپنی قبر پر اپنے اس ”جہاد لائحہ“ کا کتبہ بھی لگوایا ہے

ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ دیکھ مسجد میں شکستِ شمشیر شیخ اور تیکڑے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ اور پھر یہ بالکل غلط ہے کہ ڈاڑھی رکھنے سے سرکاری ملازمتیں نہیں مل سکتیں اور سکولوں اور کالجوں میں تعلیم مشکل ہو جاتی ہے۔ خود اسی پاکستان میں بے شمار اعلیٰ سے اعلیٰ ملازمتوں پر بارش عہدہ دار موجود ہیں۔ مثلاً ملٹری اکاؤنٹنٹ جنرل جناب شجاعت علی، علی صدیقی اور مغربی پاکستان کے ڈائریکٹر جنرل جناب حاجی عبدالحمید صاحب، ایسے ہی فوجی افسروں میں متشرع شکل کے افسر (ایک کرنل اور ایک کیپٹن) فقیر نے بھی دیکھے ہیں۔

میدیکل کالج لاہور کے ایم۔ بی۔ بی۔ ایس کلاس میں پوری ڈاڑھی والے دلائق اور ہونہار طالبعلم عبدالرحمن خاں صاحب اور محمد منیر الحق صاحب دیکھے ہوا کراچی نمبروں پر پاس ہوتے رہتے ہیں۔ اور بھی ہر جگہ سرکاری دفاتروں اور کالجوں، سکولوں میں دیندار وضع کے مسلمان مل جاتے ہیں۔

ان کے بالمقابل ہر شخص اپنے علاقہ میں بڑی آسانی سے کچھ ایسے فارغ البال بلکہ ”سجادہ نشین“ اور ”بزرگ“ کہلانے والے حضرات تلاش کر سکتا ہے جن کو مجازاً لے جناب عنائت محمد طور صاحب یہ اب میجر ہو گئے ہیں۔ عطا اب یہ بڑے ڈاکٹر ہیں۔

مفت خوری کے دین دنیا کی کوئی مجبوری اور تکلیف نہیں۔ مگر ڈاڑھی منڈانے یا کترانے کی علتِ بد میں گرفتار ہیں۔ خود راقم الحروف نے ضلع رحیم یار خان کے ایک معمر سفید ریش حسنی حسینی گیلانی "حضرت صاحب" کی زیارت کی جو علاوہ لکھتی ہونے کے ایک بڑے غوثیہ دربار کے "سجادہ نشین" بھی ہیں اور بہت بڑے جاگیر دار بھی مگر اس بڑی عمر میں بلاناغہ روزانہ اپنی سفید ڈاڑھی منڈواتے ہیں تو یہ سب نفس کے چیلے اور شیطان کی سکھلائی ہوئی جھتیں ہیں۔ جن کی درحقیقت کچھ بھی حقیقت نہیں البتہ:-

خوئے بد را بہانہ ہا بسیار

پانچواں شبہ: لگے ہاتھوں آخر میں ایک اور "لا جواب حجت" کا جواب بھی پڑھتے جائیں۔ تاکہ بات سرے ہی لگ جائے۔ ایک حجت یہ بھی تراشی جاتی ہے کہ "دنیا میں ہزاروں لاکھوں" مسلمان ڈاڑھی کتراتے منڈاتے ہیں تو اگر یہ گناہ ہوتا تو مسلمانوں کی اتنی عظیم اکثریت ہرگز اس گناہ پر جمع نہ ہو سکتی۔

یہ سوال تو ہے ہی لا جواب! اس عقل کے کیا کہنے جس نے یہ حجت تراشی ہے یہ حجت سن کر تو ابلیس لعین بھی پھڑک اٹھا ہوگا۔ اور اس "اپنے جتنی" کو خوب شاباش دی ہوگی۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ پانچ بقاء اسلام کی چار عملی بناؤں (نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ) میں سے پنجوقتہ نماز پہلی بناء اور قطعی فرض ہے اور بروز قیامت سب سے پہلے اسی نماز کا حساب دینا ہوگا۔ اس کے باوجود بمشکل پانچ فی صدی لوگ نمازی ہیں اور پچانوے فی صدی لوگ بے نماز گویا ہزاروں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں مسلمانوں کی عظیم ترین اکثریت بے نماز ہے۔ اور اگر اس بات کا یقین نہ آتا ہو تو ہر شخص اپنے محلے کے بالغ مسلمان مکین (مرد، عورتیں) گن لیں۔ اس کے بعد محسوس و تقبّش اور تحقیق کرے کہ کتنے فی صدی مسلمان مرد اور کتنے فی صدی عورتیں پنجوقتہ نمازی

ہیں اور کتنے فی صدی مرد عورتیں بے نماز! مردوں میں بمشکل پانچ فی صدی اور عورتوں میں دو فی صدی نمازی ملیں گے۔ باقی سب خیر سلا۔

مغرب زدہ لوگوں کے بودے اعتراضات کو نظر انداز کرتے ہوئے۔ اصل مسئلہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے دعا کرتا ہوں کہ حق سبحانہ اپنے اس عاجز بندے کی اس سعی کو قبول فرمائے اور فقیر کا زادِ آخرت گردانے اور مسلمانوں کو عمل کی توفیق بخشے۔

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے میرے کاہلگر

مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

والحمد لله الذی بنعمته تتم الصلحت والصلوة والسلام

علی سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم۔



ڈاڑھی کی دینی اہمیت

باسمہ سبحانہ

- استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مذہب حنفی ایدہم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ
- ۱۔ ڈاڑھی کی شرعی مقدار مسلمان مرد کے لئے کم از کم کتنی ہے۔؟
 - ۲۔ اس شرعی مقدار سے ڈاڑھی کتر یا منڈا کر کم کرنے کا کیا حکم ہے۔؟
 - ۳۔ اگر کسی امام مسجد کی ڈاڑھی اس مقرر مقدار سے کم ہو تو اس کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟
- جواب کتاب و سنت اور فقہ حنفی سے منسلک دیا جاتا ہے۔

الجواب

شریعت اسلامی میں باجماع امت کم از کم ایک مٹھی (قبضہ) ڈاڑھی رکھنی فرض ہے اور اس کا اعتقاد رکھنا واجب ہے اور سنت سے ثابت ہے۔ کتاب و سنت میں مختلف مقامات پر ڈاڑھی منڈانے کو "عمل خبیث" "معصیت کبیرہ" "قاسحہ" "منکر" "حرام" اور

”تغییر خلق اللہ“ وغیرہ الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور اس تغیر خلق اللہ کا ٹھیکہ شیطان لعین لے کر آیا ہے۔

ڈاڑھی منڈانے کی تاریخ

تاریخ میں ڈاڑھی منڈانے کا ابتدائی ثبوت تو شیطان لعین کے اس چیلنج سے ملتا ہے جو لعین نے اللہ تعالیٰ کو دیا تھا۔

۱۔ وَقَالَ لَا تَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ
نَصِيبًا مَفْرُوضًا وَلَا ضَلَالَةً لَهُمْ
وَلَا مَنِيَّةَ لَهُمْ وَلَا مَرْتَبَهُمْ
فَلْيَبْتَئِكُنَّ أَذَانَ الْأَنْعَامِ
وَلَا مَرْتَبَهُمْ فَلْيَغْيِرَنَّ
خَلْقَ اللَّهِ (سورہ نسا، رکوع ۱۸)

اور کہا کہ میں تیرے بندوں سے (اپنے
بندوں کا) حصہ مقررہ جدا کروں گا (اس طرح)
کہ میں انہیں گمراہ کروں گا اور انہیں امیدوں کے
حال میں پھنساؤں گا اور انہیں یہ تعلیم دوں گا کہ وہ
چوہات کے کان پیرا کریں گے یہ بھی حکم دوں گا کہ وہ
اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیزوں کو بگاڑا کریں گے؛

۲۔ مفسرین کرام نے فلیغیرن خلق اللہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ڈاڑھی منڈوانا بھی
تغییر خلق اللہ ہے، یعنی اللہ کی بنائی ہوئی چیزوں کو بگاڑنا ہے۔ تو ثابت ہو گیا کہ جو لوگ ڈاڑھی
منڈالتے ہیں وہ شیطان کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ اور شیطان ان کو اپنے بندے اور اپنا
حصہ مقررہ سمجھتا ہے شیطان لعین کے اس چیلنج کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے بھی اعلان فرمادیا کہ
۳۔ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا
مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ
خُسْرَانًا مُبِينًا۔

جس شخص نے (خدا کی اطاعت چھوڑ کر) شیطان
کی پیروی کرتے ہوئے (شیطان کو دوست
بنایا) پس نقصان اٹھایا اس نے بڑا واضح نقصان۔

پس کتنے افسوس کی بات ہے کہ کوئی مسلمان ڈاڑھی منڈا کر خدا تعالیٰ کی نافرمانی
کرتے ہوئے شیطان کے حکم کی تعمیل کر کے اس کے حصے میں چلا جائے اور خسران میں اٹھائے

۱۔ بیان القرآن۔ ترجمہ شیخ الہند۔ تفسیر حقانی۔ تفسیر کابلی۔

(پناہ بخدا)

البتہ اگر ایک قبضہ سے ڈاڑھی زیادہ ہو جائے تو اس زائد حصہ کو ترشوانا مستثنیٰ ہوگا

۳۔ وخص من تغیر خلق اللہ اور تغیر خلق اللہ کے حکم سے نکتہ کرنا۔

المختان وخصیب اللحیۃ و ڈاڑھی کا رنگنا اور ایک قبضہ یعنی مٹھی سے

قص ما زاد منها علی القبضۃ۔ زیادہ ڈاڑھی ترشوانا مستثنیٰ کیا گیا ہے۔

قوم لوط کا عمل

تاریخ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کے اس حکم کی تعمیل پہلے پہل قوم لوط نے کی، اغلباً ان کے مردوں کی جب ڈاڑھیاں آجاتی تھیں تو امر وہی رہنے کی غرض سے وہ ڈاڑھی منڈوا دیا کرتے تھے۔ سورہ انبیاء میں حضرت لوط علیہ السلام کے قصے میں ہے۔

۴۔ وَلُوطًا اتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ تَعْمَلُ الْغَبَايِثَ

اور لوط علیہ السلام کو ہم نے علم اور حکمت عطا فرمائی اور ہم نے ان کو اس بستی سے نجات

دی جس کے باشندے گندے گندے برے کام

کرتے تھے بیشک وہ بڑی بری اور فاسق قوم

فَسَقِيْن ۝ تھے۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین کرام نے لکھا ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ

۵۔ عشر خصال عملتھا قوم دس برے کاموں کی وجہ سے قوم لوط ہلاک

لوط باہا اھلکوا اتیان الرجال کی گئی جن میں سے ایک لواطت ہے اور شرب

بعضھم بعضا و شرب الخمر پینا اور ڈاڑھی منڈوانا اور مونجھیں بڑھانا

وقص اللحیۃ و عفو الشارب۔ بھی ہے۔ ۲

سورہ عنکبوت میں حضرت لوط ہی کے قصے میں آتا ہے :-

۱۔ تفسیر روح المعانی جلد ۵ ص ۱۲۵ ۲۔ درمنثور ج ۲ ص ۲۲۴ ۳۔ روح المعانی ج ۴ ص ۲۲۴ ۴۔ تفسیر روح المعانی ج ۵ ص ۱۲۵

۶- وَ لَوْ كَا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ اَتَاكُمْ
لَتَأْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ
بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِنَ الْعَالَمِيْنَ
اَيُّكُمْ لَتَأْتُوْنَ الرِّجَالَ وَ
تَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ وَتَأْتُوْنَ
فِيْ نَادِيْكُمْ الْمُنْكَرَ
اور بھیجا ہم نے لوط کو جب کہا اس نے
اپنی قوم کو (کہ اے قوم) تم بے حیائی کے ایسے
ایسے کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا جہاں میں
کسی نے بھی نہیں کیے، تم ہی تو ہو جو اپنی بیویوں
کو چھوڑ کر مردوں کے پاس آتے ہو اور بہرزی
کرتے ہو اور اپنی مجالس میں بُرے کام کتے ہو۔
اور منکر شریعت میں ہر بُرے، حرام اور مکروہ کام پر بولا جاتا ہے۔

۷- وَ الْمُنْكَرُ صَدُّ الْمَعْرُوفِ
وَ كُلُّ مَا قَبَحَهُ الشَّرْعُ وَ
حَرَمَهُ وَ كَرِهَهُ فَهُوَ مُنْكَرٌ
قُلْتُ وَ مَنْ ذَلِكَ قَوْلُهُ تَعَالَى
وَ تَأْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمْ
الْمُنْكَرُ
لفظ منکر معروف کی ضد ہے اور ہر وہ
کام جس کو شرع شریف نے قبیح اور حرام اور
مکروہ کہا ہو وہ منکر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اسی
قبیل سے ہے اللہ تعالیٰ کا وہ فرمان حضرت لوط
کی زبانی۔ کہ تم (اے قوم لوط) اپنی مجالس میں
بُرے بُرے کام کرتے ہو۔

ڈاڑھی منڈانا بھی منکرات میں سے ہے

اتحاد السادة المتقين شرح احياء العلوم میں ہے۔

۸- اَمَّا تَقَهَا فَمِنْ الْمُنْكَرَاتِ
وَ كَذَا حَلَقَهَا وَ اِذَا لَمَّهَا بِالْنُورِ
وَ فِيْ سِيَاقِ النُّوْرِ مِنْ
اَشَدَّ الْمُنْكَرَاتِ
ڈاڑھی کا اکھڑانا منکرات (یعنی بُرے
کاموں) میں سے ہے۔ ایسے ہی ڈاڑھی کا مونڈنا
یا چونے سے اڑانا بھی منکرات میں سے ہے
بلکہ امام نووی نے فرمایا کہ یہ کام اشد منکرات

(یعنی بہت سخت بُرے کاموں میں) سے ہے۔

بالجملہ اس فرمان نبوی اور دوسری تصریحات سے واضح ہو گیا ہے کہ اس ڈاڑھی نے کے عملِ خبیث اور خصلتِ بد اور فاحشہ اور منکر کام کی ابتداء تاریخی طور پر پہلے پہل لوط علیہ السلام کی قوم کے بدچلن اوباشوں سے شروع ہوئی۔ اور بقول حضرت لوط علیہ السلام یہ گندہ فعلِ قومِ لوط سے پہلے کسی نے بھی دنیا جہان میں نہیں کیا۔

عورتوں میں تغیر خلق اللہ

بخاری شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مردوں کی و صورت اختیار کرنے والی عورتوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے۔ وہ المغیرات لخلق اللہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزوں کو ان کی اصلی شکل سے بگاڑتی ہیں۔ علامہ عینیؒ نے شرح بخاری میں اس جملہ کی تشریح میں لکھا ہے کہ

قوله المغیرات لخلق اللہ یہ جملہ المغیرات لخلق اللہ کچھلے سارے

یشتمل ما ذکر قبلہ کلہ لان کاموں کو شامل ہے کیونکہ وہ سب کے سب

کل ذلك تغیر خلق اللہ۔ تغیر خلق اللہ میں شامل ہیں۔

ڈاڑھی منڈانا مشلہ ہے

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے حدیث بخاری شریف کے مذکورہ بالا جملہ بیانات لخلق اللہ کی شرح میں تحریر فرمایا ہے۔

وعلت و حرمت مشلہ مشلہ کرنے اور ڈاڑھی منڈانے کے حرام

وعلق لجمیہ و امثال آن نیز ہمیں ہونے کی اصلی علت اور وہ یہی تغیر خلق اللہ

ہے۔

است۔

اور مشلہ کہتے ہیں کسی کے ناک کان وغیرہ اعضاء کے کاٹنے کو اور ڈاڑھی کا منڈانا مشلہ ہے۔ طبرانی میں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ

۱ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس کس

من مثل بالشعر فليس له نے ڈاڑھی کے بالوں کا (منڈا کر) مسئلہ کیا اس
عند الله من خلاق - کا اللہ کی رحمت میں کوئی حصہ نہیں۔

اس حدیث کی شرح میں شراح حدیث نے لکھا ہے حاشیہ سراج المنیر جلد ۳ ص ۳۶۲
مثل بالشعر ای جعله بالوں کا مسئلہ کیا یعنی ان کو منہ پر سے
مثلثة بان نتفه او حلقه اُکھیرایا مونڈا اور مراد ڈاڑھی کے بالوں کا
من نحو خده والمراد ازالته مونڈنا یا دور کرنا ہے۔
شعر لحيته -

اور فیض القدر شرح جامع صفیر میں اسی حدیث کی شرح میں ہے -

۱۳ مثل بالشعر صیره مثلثة بالوں کا مسئلہ کیا میم کے پیش کے ساتھ
بضم المیم۔ بان نتفه او یعنی ان کو گالوں پر سے اُکھیرایا مونڈا اور یہ
حلقه من الحدود وتقصر بات ثابت ہو گئی ہے کہ شعر سے مراد بال ہی ہیں
من ان المراد الشعر بالتحريك جیسا کہ شارحین حدیث کی ایک بڑی جماعت
وهو ما فهمه جمع من نے سمجھا ہے۔ بلکہ آج تک کے علما نے اسکا
شرح الحديث - یہی معنی سمجھا ہے۔

چنانچہ فتاویٰ نجدیہ میں نجد کے حنبلی شیخ الاسلام نے اس حدیث کو ڈاڑھی منہ
کے حرام ہونے میں بطور استدلال پیش کیا ہے۔ ملاحظہ ہو فتاویٰ نجدیہ جلد اول ص ۱۷۷
اور حضرات صحابہ کرام بھی ڈاڑھی کے دور کرنے کو مسئلہ ہی سمجھتے تھے۔

چنانچہ جنگِ جمل کے موقع پر جب گورنر بصرہ حضرت عثمان بن حنیف کی ڈاڑھی
نوچ ڈالی گئی تو اس کو مسئلہ ہی کہا گیا۔ (تاریخ ابن کثیر جلد ۸ ص ۸۸)

اور فقہائے حنفیہ نے بھی ڈاڑھی کے نوچنے اُکھیرنے یا مونڈنے کو مسئلہ ہی قرار
دیا ہے۔ چنانچہ ہدایہ میں ہے کہ حلق اللحية مثلثة۔ ڈاڑھی کا مونڈنا مسئلہ ہے۔ اس

رح میں عینی شارح ہدایہ نے لکھا ہے کہ ”والمثلة حرام“ کہ مثله کرنا حرام ہے۔ نتیجہ یہ نکلا
و ڈاڑھی کا مونڈنا حرام ہے۔

نیز ہدایہ کتاب الریات میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کی ڈاڑھی نوچ یا مونڈ ڈالے تو
ناک یا کان کاٹنے کی طرح مثله ہے اور اس کی دیت بھی ناک کان جتنی ہے پس معلوم ہوا
کہ ڈاڑھی منڈانے والے لوگ مثله کرتے ہیں اور ایسے لوگ اللہ کی رحمت سے بالکل محروم
ہیں۔ بلکہ حضرت امام مالکؒ کے نزدیک تو مونچھوں کا بھی استرے سے مونڈنا مثله ہے۔ امام
نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں۔ ص ۱۲۹

وذهب كثير منهم الى
منع الحلق وقاله مالك
وكان يرى حلقه مثلة
ويامر بآداب فاعله۔
اور بہت سے علماء سلف نے مونچھوں
کے مونڈنے سے منع کیا ہے، البتہ انکے نزدیک
مونچھیں کتر دانی چاہئیں اور حضرت امام مالک
کا بھی یہی قول ہے۔ حضرت امام مالک مونچھوں
کے نے کو مثله سمجھتے تھے۔

ہاتھوں کے گناہ

ومن آفات الیدين حلق
رأس المرأة ولحية الرجل
وقص اقل من قبضة
ولو باذن منه فانه اعانة
على معصية فيكون معصية
دو دنوں ہاتھوں کے آفات (گناہوں)
میں سے عورت کے سر کے بال اور مرد کی ڈاڑھی
کا مونڈنا اور مٹھی سے کم کا تراشنا بھی ہے۔ چاہے
یہ مونڈنا اور کترانا اس مرد یا عورت کی اجازت
سے کیوں نہ ہو کیونکہ یہ گناہ کی امداد ہے اور
گناہ کی امداد بھی گناہ ہے۔

ایضاً (شرح طریقہ محمدیہ)

نیز کشاف القناع میں ہے۔ کہ ڈاڑھی منڈانے کے لئے کسی کو اجرت دینا حرام
ہے۔ اصل عبارت مختصر ایہ ہے۔

۲۲ ویصح استتجاره لحلق جن بالوں کا منڈانا اور ان کا لینا اور ضرورت
الشعر المطلوب والمباح کی وجہ سے چھوٹا کرنا جائز اور مباح ہے
اخذه وتقصيره للحاجة ان کی اجرت لینا دینا درست ہے اور جن بالوں
اليه ومع عدم الحاجة کا منڈانا اور تراشنا حرام ہے۔ مثلاً ڈاڑھی کے
يحرم القطع فلا يصح بال اور ان کی اجرت لینا دینا بالکل درست
ومثله حلق اللحية فلا يصح نہیں۔
الاستجار له۔ (کشاف ص ۹۷)

۲۳ قرآن پاک میں آتا ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے
کہا اے میری ماں کے بیٹے میری ڈاڑھی اور میرا سر نہ پکڑ لا تاخذ بلحیّتی ولا برأسی
سے معلوم ہوا کہ حضرت ہارون علیہ السلام کی ڈاڑھی ایک مٹھی سے زیادہ ہی تھی۔ اگر ایک
قبضہ سے کم ہوتی تو وہ مٹھی میں کیسے آسکتی تھی۔ اور یہی نہیں کہ صرف حضرت ہارون علیہ السلام
کی ڈاڑھی ہی ایک قبضہ سے زیادہ تھی بلکہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضور نبی کریم ﷺ
تک سب انبیاء علیہم السلام کی ڈاڑھیاں ایک قبضہ سے زیادہ ہی تھیں۔ قرآن مجید میں
وَإِذْ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ ۖ وَأُخْبِرَ أَنَّ مِنْهُنَّ أَرْبَعٌ ۚ وَتَلَا ۚ وَتَلَا ۚ وَتَلَا ۚ وَتَلَا ۚ
۲۴ وَتَلَا ۚ وَتَلَا ۚ وَتَلَا ۚ وَتَلَا ۚ وَتَلَا ۚ وَتَلَا ۚ وَتَلَا ۚ وَتَلَا ۚ وَتَلَا ۚ وَتَلَا ۚ وَتَلَا ۚ
وَقَفَّ ۚ اس کی تفسیر میں ترجمان القرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ابتلاه اللہ
تعالیٰ بعشرة أشياء وهي الفطرة۔ ترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام
کو دس چیزوں میں آزمایا اور وہ فطرتِ سلیمہ میں داخل ہیں۔ من جملہ ان کے ایک ڈاڑھی
بھی ہے۔ (تفسیر نازن وغیرہ)

مزید برآں صاحب مجمع البحار عشر من الفطرة والی حدیث میں فرماتے ہیں :-

الفطرة الاسلام وقال القاضي فطرت سے مراد اسلام ہے قاضی صاحب
وغیره فسرت الفطرة نے فرمایا کہ فطرت کی تفسیر اس قدیم سنت

بالسنة القديمة التي
اختارها الانبياء
السلام ولما حثت عليها
الشرائع فكانها امر
جبلي فطروا عليه -
السلام کو پیدا کیا گیا۔

اور اسی حدیث کی شرح میں حضرت ملا علی قاریؒ نے مرقات میں یوں فرمایا کہ فطرت سے

ای دین الذی اختاره لاول

مفطور من البشر وقیل ای

من سنة الانبياء الذين امر

نبينا صلى الله عليه وسلم

باتباعهم والافتداء بهم

حيث قال فيهم اقتدوا

واطيعوا ملة ابراهيم حنيفا

(مرقاۃ ص ۳ ج ۱)

کی پیروی کیجئے اور خصوصیت کے ساتھ حضرت ابراہیم کے دین کا اتباع کیجئے

(جو حق ہی کی طرف) بھٹکنے والے ہیں۔

پس اب اس صکاف پر یہ بات واضح ہو گئی کہ حضور علیہ السلام نے ڈاڑھی

ان حضرات کی اتباع اور اقتدار میں دین و ملت اور ہدیٰ سمجھ کر رکھی تھی اور یہ انبیائے کرام

کی سنت قدیمہ ہے۔

احادیث مبارکہ میں حضور علیہ السلام کی ڈاڑھی کی کیفیت اور مقدار یوں بیان فرمائی گئی

کان رسول الله صلى الله عليه وسلم حضور صلى الله عليه وسلم کی ڈاڑھی مبارک

كث اللحية تملأ صدروہو اس قدر گھنی تھی کہ سینہ مبارک کو بھر دیتی تھی،
 فی روایۃ قد ملأت لحیتہ دوسری روایت میں ہے کہ دائیں بائیں اور
 ما بین ہذہ الی ہذہ قد سینہ مبارک کو بھر دیتی تھی۔
 ملأت فحورہ۔ (ترندی فی الشائل وغیرہ)

پس جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو انبیائے کرام کی اتباع کا حکم دیا گیا جس کا بیان
 ابھی قریب گزرا ہے، جب آپ کی ڈاڑھی مبارک سینہ اظہر کو ڈھانپ اور گھیرتی تھی تو معلوم ہوا
 کہ تمام انبیاء عظام کی ڈاڑھیاں بھی ایسی لمبی اور بڑی تھیں جن کی اتباع میں نبی علیہ السلام
 نے اپنی ڈاڑھی ایسی رکھی۔ اور ادھر قرآن مجید ساری امت کو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کی اطاعت اور اتباع کا حکم ان الفاظ سے دیتا ہے کہ

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ اے میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ
 فَاتَّبِعُونِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ط ان سے کہیں کہ اگر تم اللہ سے محبت کے ملو ہو

تو میری اطاعت اور اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم کو اپنا محبوب بنائے گا۔

ان آیات، احادیث اور فقہی روایات سے یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی ہے
 کہ ڈاڑھی کا رکھنا اللہ تعالیٰ کے مقدس اور محبوب ترین بندوں یعنی انبیاء علیہم السلام کی
 سنت ہے اور ملت، مذہب اور دین اور اسلام کی ایک ممتاز علامت ہے۔ اب ہر ذی فہم اور
 معمولی فراست رکھنے والے انسان پر بھی یہ بات مخفی نہیں رہ سکتی کہ انبیاء علیہم السلام کی سنت
 اور ان کے طریقے کے خلاف کرنا کس قدر عند اللہ گناہ کی بات ہے، بقول اقبال مرحوم
 وضع میں تم ہو نصارے تو تمدن میں ہمنود

یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود۔

اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کے تمام سنن اور خصوصاً ڈاڑھی والی سنت کو عملی
 طور پر زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ڈاڑھی احادیث میں

عن ابن عمر عن النبي صلى الله عليه وسلم خالفوا المشركين وقروا اللحن واحفوا الشوارب وكان ابن عمر اذا حج او اعتمر قبض على لحيته فما فضل اخذه -

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو۔ وہ ڈاڑھیاں منڈاتے ہیں، تم ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ۔ اور حضرت ابن عمر جب کبھی حج یا عمرہ کرتے تھے تو ڈاڑھی کو سٹی میں پکڑ لیا کرتے تھے پس جو سٹی سے زیادہ ہوتی اس کو کترادیتے۔

اس حدیث کی تشریح میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے فتح الباری شرح بخاری میں لکھا ہے -

كان ابن عمر يمسك من اسفل ذقنه باصابع الاربعة ملتصقه فياخذ باسفل من ذلك ليتساوى طول لحيته -

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما ٹھوڑی کے نیچے سے ڈاڑھی کو پکڑ کر پارانگل کے نیچے سے جو ڈاڑھی بچتی تھی اس کو کاٹ دیا کرتے تھے تاکہ وہ لمبائی میں برابر ہو جائے۔

پھر تحریر فرمایا ہے :-

قلت الذي يظهر لي ان ابن عمر كان لا يخص هذا التخصيص بالنسك بل كان يحمل الامر باعفا على غير

میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کا جو مطلب مجھے سمجھ آتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما قبضہ سے زیادہ ڈاڑھی کے کترنے کو حج کے ساتھ مخصوص نہ سمجھتے تھے بلکہ ڈاڑھی بڑھانے

لہ بخاری کتاب اللباس باب تقليم الاظفار

الحالة التي تتشوه فيها
الصورة بافراط طول شعر
الحية وعرضه -
کے حکم نبویؐ کو ڈاڑھی کی اس صورت کے ساتھ
مخصوص سمجھتے تھے جہاں قبضہ سے زیادہ بے ڈھب
لمبی چوڑی ڈاڑھی نہ ہو۔

اور اس کی تائید میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے ایک شخص کی بے ڈھب لمبی
ڈاڑھی دیکھی تو اپنے ہاتھ سے ایک قبضہ سے زائد کاٹ دی۔

فائدہ: اس تشریح سے معلوم ہوا کہ ٹھوڑی کے نیچے سے ایک مٹھی ڈاڑھی ہونی
چاہیے۔ نچلے ہونٹ سے چار انگلی ڈاڑھی ناپنا کچھ فیہی یا شرارت ہے۔

اور اسی حدیث کی تشریح میں علامہ حافظ عینیؒ شرح بخاری میں فرماتے ہیں کہ حضرت
وفی حدیث ابو ہریرہؓ

خالقوا المجوس وهو المراد
مشرکین کے بجائے مجوس کا لفظ ہے اور حضرت

فی حدیث ابن عمرؓ فانهم
ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی "مشرکین"

كانوا يقصرون لحاهم و
سے مراد مجوس ہی ہیں۔ کیونکہ مجوسی ہی داڑھیاں

منهم من كان يحلقها۔
کرتے منڈاتے تھے۔

اس تشریح سے یہ بات صاف معلوم ہو گئی کہ ڈاڑھی کا منڈانا ہی نہیں بلکہ خشنم
کرانا اور قبضہ سے کم کترانا بھی مجوسیوں کی سنت ہے جس سے سختی سے بچنے کی حضور علیہ
السلامؐ نے تاکید فرمائی۔ (لیکن مودودی صاحب نے اسے شارع کا منشا بیان کیا۔

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امر باحفاء
حضور علیہ السلام نے حکم فرمایا کہ مونچھیں

الشوارب واعفاء اللحية
کٹائی جائیں اور ڈاڑھی بڑھائی جائے۔

(ترمذی)۔

قال النبي صلى الله عليه وسلم
حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ بڑھائیں

وسلم من لم ياخذ من شاربہ مونيخين نہ کٹائے وہ ہم میں سے نہیں۔
فليس منا۔

اس کی شرح میں علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

والظاہران معناه اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضور
تہدید لتارك هذه السنة علیہ السلام کے فرمانے کا مطلب اس سنت
او تحويف له على الموت کے تارک کو ڈرانا ہے یا اس کو خوف دلانا ہے
لغير هذه الملة (مروقة) کہ اس کی موت ملت اسلام پر نہ ہوگی۔

غور کرنا چاہیے کہ جب مونیخین نہ کٹوانے پر اتنی خوفناک وعید ہے کہ اس کی موت ملت
اسلام پر نہ ہوگی تو اس کے دوسرے حصے ڈاڑھی نہ رکھنے پر بھی وعید ہوگی کیونکہ دونوں متماثل
اور ایک ہی حدیث پاک کے جملے ہیں۔ علامہ تھانویؒ نے بھی فتاویٰ امدادیہ میں یہی افادہ
بیان فرمایا ہے۔ نیز شمائل ترمذی میں ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے
ہیں کہ حضور علیہ السلام نے حضرت بلالؓ کی بڑی مونیخیں تراش دیں۔ (باب ماجاء فی اداۃ صلی اللہ علیہ وسلم)

صحابہ کرام کا غسل

حضرات صحابہ کرام کا بھی یہی معمول تھا کہ پوری ڈاڑھیاں رکھتے تھے حضرت جابر
رضی اللہ عنہ سب صحابہؓ کی حالت بیان فرماتے ہیں۔

کنا نغفی السبال الا ہم لوگ یعنی صحابہ کرام ہمیشہ ڈاڑھی
فی حج او عمرة۔ بڑھائے رکھتے تھے۔ مگر جب حج یا عمرہ کرتے تو
قبضہ سے زیادہ کو کٹوا دیا کرتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام پوری ڈاڑھی رکھتے تھے چنانچہ حضرت عثمان رضی
اللہ عنہ کے متعلق آتا ہے کہ کان کبیر اللحية آپ کی بہت بڑی ڈاڑھی تھی چنانچہ جب
آپ کو شہید کیا گیا تو ایک باغی نے آپ کی ڈاڑھی پکڑ لی تھی۔ (تاریخ ابن کثیر)

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بڑی ڈاڑھی تھی، چنانچہ آپ بھی قبضہ سے زائد حصہ کو کٹوا دیا کرتے تھے۔ (فتح القدیر)

ایسے ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بڑی ڈاڑھی تھی آپ بھی ایک قبضہ سے زائد کٹوا دیا کرتے تھے۔ (فتح القدیر)

اور ابن عمرؓ بھی قبضہ سے زائد ڈاڑھی کٹوا دیا کرتے تھے۔ بلکہ دوسروں کی قبضہ سے زائد ڈاڑھی کاٹ دیا کرتے تھے۔

مودودی صاحب کی ”عالمانہ جہالت“

جناب مودودی صاحب سے کسی نے سوال کیا: ”کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ کسی صحابی کی ڈاڑھی ایک مشت سے کم تھی؟“ اس کا سیدھا جواب تو یہ تھا کہ کسی صحابی کی مشت سے کم ڈاڑھی ہونے کا مجھے علم نہیں۔ مگر مودودی صاحب نے اس سوال کے جواب میں جس عالمانہ جہالت کا ثبوت دیا ہے وہ آپ کا ہی حصہ ہے، لکھتے ہیں کہ:-

”۱۳ اسماء الرجال اور سیر کی کتابوں میں تلاش کرنے سے مجھے بحر دو تین صحابیوں کے کسی کی ڈاڑھی کی مقدار معلوم نہیں ہو سکی۔ صحابہ کے حالات میں صفحے کے صفحے لکھے گئے ہیں مگر ان کے متعلق یہ نہیں لکھا گیا کہ ان کی ڈاڑھی کتنی تھی، اس سے اندازہ لگتا ہے کہ سلف میں یہ مقدار کا مسئلہ کتنا غیر اہم اور ناقابلِ توجہ تھا۔ (رسائل و مسائل ادل ص ۱۸)

اسے کہتے ہیں سوال گندم جواب جو۔ سوال تو یہ ہے کہ جن دو تین صحابیوں کی ڈاڑھی کی مقدار معلوم ہوئی وہ کتنی تھی۔ آیا ان معلوم شدہ صحابیوں میں سے کسی کی ڈاڑھی ایک مشت سے کم تھی؟ کسی بھی صحابی کی ڈاڑھی قیامت تک مودودی صاحب ایک مشت سے کم ثابت نہیں کر سکتے۔ باقی رہی یہ بات کہ سلف میں ڈاڑھی کا مسئلہ غیر اہم اور ناقابلِ توجہ تھا۔ اس لئے صحابہ کرام کے حالات میں ڈاڑھی کی مقدار کا تذکرہ نہیں، تو اس کا صحیح جواب تو وہ ہے جو خود مودودی صاحب کے ایک متبع نے لکھا ہے:-

لے عنوان پڑھ کر چونکے مت! کہ خود جناب مودودی صاحب نے ایک بڑے عالم دین کے متعلق ہی عنوان لکھا ہے۔ - رسائل و مسائل ص ۱۳ ادل

باقی جو آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ صحابہ و تابعین کے حالات میں ان کی ڈاڑھیوں کی مقدار کا ذکر کہیں شاذ و نادر ہی ملتا ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ سلف میں یہ مسئلہ اتنی اہمیت نہیں رکھتا تھا کہ جو اسے آج دی گئی ہے تو اس کے متعلق گزارش ہے کہ اصل میں قرون ماضیہ میں لوگ اس کے اس قدر پابند تھے کہ اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہ تھی آج سے چند سال پہلے عام مسلمان ڈاڑھی کو نہ صرف منڈوانے بلکہ کتروائے تنک کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ (رسائل ہلدراول ص ۶۶۹)

بے شک یہ فریج کٹ اور خشکشی وغیرہ کے چو نچلے تو بعد کو ابلیس لعین نے سمجھائے ورنہ سلف صالحین میں تو ڈاڑھی کی پوری محافظت کی جاتی تھی۔ چنانچہ امام زہری کے متعلق آگے آئے گا کہ ان کی ڈاڑھی میں صرف چند لینے بال تھے جن کو انہوں نے بحفاظت رکھا ہوا تھا۔ دراصل وہ ڈاڑھی کو خدائی امانت سمجھ کر رکھتے تھے، جس طرح ایک مالی کو جتنے پودے سپرد کیئے گئے اس کے ذمے اتنوں ہی کی حفاظت ہوتی ہے۔

مودودی صاحب کے نزدیک ڈاڑھی کی مقدار محترم مودودی صاحب کو کتاب و سنت سے ڈاڑھی کی جو مقدار شارع علیہ السلام کے منشاء کے مطابق نظر آئی ہے لگے ہاتھوں وہ بھی ملاحظہ ہو۔

داڑھی کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مقدار مقرر نہیں کی ہے صرف یہ ہدایت فرمائی ہے کہ رکھی جائے۔ یہ مودودی صاحب کی فریب کاری ہے حضور علیہ السلام نے صاف ہدایت فرمائی ہے کہ بڑھائی جائے حالانکہ بڑھائی جائے اور رکھی جائے میں واضح فرق ہے۔ مگر چونکہ مودودی صاحب کو چند دن سے زیادہ کی مونڈی ہوئی ڈاڑھی کو شرعی ڈاڑھی ثابت کرنا تھا اس لئے اعفا کا معنی رکھنا کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس کا صحیح معنی بڑھانا ہے چنانچہ

لکھتے ہیں -

”اگر آپ ڈاڑھی رکھنے میں فاسقوں کی وضع سے پرہیز کریں اور اتنی ڈاڑھی رکھ لیں جس پر عرف عام میں ڈاڑھی کا اطلاق ہوتا ہو۔ جسے دیکھ کر کوئی شخص اس شبہ میں مبتلا نہ ہو کہ شاید چند روز سے آپ نے ڈاڑھی نہیں منڈی ہے (مطلب یہ کہ چند روز کی منڈی ہوئی ڈاڑھی سے قدرے بڑی ہو۔ مرتب) تو شارع علیہ السلام کا مطلب پورا ہو جاتا ہے۔“ (رسائل جلد اول ص ۱۸)

سبحان اللہ جو دھویں صدی کے نئے ”نود ساختہ“ مجدد صاحب دین کی کیا اچھی تجرید فرما رہے ہیں کہ ”چند دن کی منڈی ہوئی ڈاڑھی سے قدرے زیادہ“ کو شریعت کے منشاء کے مطابق ثابت کر رہے ہیں اور فاسقوں کی وضع سے بچ جانے کا شرف کیٹ بخش رہے ہیں۔ اب اور کیا چاہیے۔ ع

مژدہ نے خوار و درے خانہ وا ہو ہی گیا

چنانچہ جناب مودودی صاحب کی اس سخاوت و ہمت کا نتیجہ یہ نکلا کہ جماعت مودودی کے جن ارکان کی ڈاڑھیاں پہلے سنت نبویؐ کے مطابق تھیں انہوں نے ”شرعی جواز“ ہاتھ لگتے ہی اپنی ڈاڑھیاں خشک کر لیں چنانچہ ملاحظہ ہو۔

”ڈاڑھی کی مقدار کے عدم تعین کا جو مسئلہ جماعت اسلامی میں پھیل نکلا ہے اس کے ماتحت رفقا نے اپنی ڈاڑھیاں چھوٹی کر لی ہیں اور اب ان خشک ڈاڑھیوں کے متعلق خدشہ ہے کہ کہیں ”مرزائی ڈاڑھی“ کی طرح ان کا بھی کوئی فرق نام نہ پڑ جائے۔“ (رسائل جلد اول ص ۱۸)

اور نہ صرف خشک کر لیں بلکہ پوری ڈاڑھی والوں کے ساتھ مذاق بھی شروع کر دیا ملاحظہ ہو۔

عرض ہے کہ مظاہر تقویٰ (ڈاڑھی کی اہمیت کو نفی میں جو شدت آپ

نے تقریر میں برتی وہ نارتزیت یافتہ اراکین میں عدم اعتناء بالسنۃ کے جذبات پیدا کرنے کا وجہ ہوگی اور (پھوٹی) میں دیانتہ عرض کرتا ہوں کہ اس عدم اعتناء بالسنۃ کے مظاہر میں نے مداراجلاس ملاحظہ کئے، اس شدت کا نتیجہ بیرونی حلقوں میں اول تو یہ ہوگا کہ تحریک کو مشکوک گاہوں سے دیکھا جائے گا۔ کیونکہ اس سے پہلے بھی (دوسری تحریکوں کے) بعض داعیین تحریک نے ”استہزائے سنۃ“ کی ابتدا اس طرح کی تھی کہ بعض مظاہر تقویٰ کو اہمیت دینے کی مخالفت دس دس دس سے کی۔“

اس کے جواب میں مودودی صاحب لکھتے ہیں :-
 ”میرے نزدیک کسی کی ڈاڑھی کے پھوٹے یا بڑے ہونے سے کوئی خاص فرق واقع نہیں ہوتا۔ اصل چیز جو آدمی کے ایمان کی کمی اور بیشی پر دلالت کرتی ہے وہ تو ادرہ ہی ہے اگر کسی کی حقیقی جان نشاری اور وفاداری اللہ کی راہ میں ”طویل“ ہو تو بڑا نقصان نہ ہو جائے گا اگر اس کی ڈاڑھی ”قصیر“ (یعنی پھوٹی) ہو۔ لیکن اگر جان نشاری اور وفاداری ”قصیر“ (پھوٹی) ہے تو یقین رکھیے کہ ڈاڑھی کا طول کچھ بھی فائدہ نہ دے گا۔“

(رسائل جلد اول ص ۱۸)

کتنا مہمل جواب ہے یہ بات تو قطعی فرائض کے متعلق بھی کہی جاسکتی ہے۔ مثلاً نماز کے متعلق ہی کہا جاسکتا ہے کہ اگر کسی کی حقیقی جان نشاری اور وفاداری اللہ کی راہ میں قصیر ہو تو اس کو نماز کا طویل ہونا کچھ بھی فائدہ نہ دے گا چنانچہ سعدیؒ نے فرمایا ہے :-

کلید در دوزخ است آن نماز

کہ در چشم مردم گزاری دراز

ایسے ہی احادیث میں آتا ہے کہ بہت سے روزہ داروں کو روزہ سے سوائے بھوک کے اور تہجد خوانوں کے سوائے تکان کے کچھ بھی فائدہ نہیں اور بہت سے قرآن خوانوں پر قرآن

لعنت کرتا ہے اور بہت سے نمازیوں کی نماز ہی ان کے منہ پر باردی جائے گی فرمائیے جناب تو کیا اب نماز روزہ ہی تلاوت ہی موقوف کر دیئے جائیں۔ بعض فاسق بھی اسی طرح کہتے ہیں۔ نمازیں کیا رکھا ہے، روزہ میں کیا رکھا ہے، پردہ میں کیا رکھا ہے۔ دل صاف چاہیئے۔ محترم مودودی صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ سلف میں کبھی بھی ڈاڑھی کے ایک قبضہ سے کم پر اختلاف نہیں ہوا۔ درمختار میں صاف صراحت موجود ہے۔

واما الاخذ من دون ذلك فلم يبحه احدٌ۔
کہ ایک قبضہ سے کم ڈاڑھی کو تو استبھر
میں سے کسی نے بھی جائز نہیں کیا۔

ڈاڑھی کے متعلق اگر اختلاف ہے تو یہ کہ ایک قول یہ ہے کہ اس کو بوجہ حضور علیہ السلام کے مطلق فرمان اعفو اللہ عنہما سے بلا نہایت بڑھنے دیا جائے۔ اور کسی قسم کا تعرض کرتے کا نہ کیا جائے۔ نووی میں ہے۔

والمختار تركها على حالها
وان لا يتعرض بها بتقصير
ولا غيره۔
مذہب مختاریہ ہے کہ ڈاڑھی کو مطلقاً
چھوڑ دیا جائے اور اس سے کچھ تعرض کرتے
تک کا نہ کیا جائے۔

اور دوسرا قول یہ ہے کہ ایک قبضہ سے زیادہ ڈاڑھی کو چہرہ کی موزونیت کے لئے ہموار کر دیا بہتر ہے بوجہ حضور علیہ السلام اور بعض صحابہ کے فعل کے۔ مگر یہ تو کسی نے بھی نہیں کہا کہ شخصی کر دینی جائز ہے۔ اگر اختلاف ہے تو اس میں ہے کہ قبضہ سے زیادہ کونسی صورت بہتر اور مستحسن ہے۔ بعض شوافع کے نزدیک ڈاڑھی بڑھائے رکھنا مختار ہے البتہ حج یا عمرہ میں ان کے نزدیک بھی قبضہ سے زیادہ کا ترشوانا مستحب ہے، اور احناف اور حنبلیوں کے نزدیک بھی قبضہ سے زیادہ کا کٹوانا بہتر ہے تفصیل آگے آ رہی ہے رہا قبضہ سے کم ڈاڑھی کا کٹوانا۔ تو سلف صالح میں دین سے آزادی کی یوں گنجائش نہ تھی کہ۔

ع۔ انا الحق کہو اور پھانسی نہ پاؤ

جناب وہاں تو جتنے بال آگ آئے بحفاظت رکھ لئے۔ چنانچہ حضرت زہری کے متعلق
کہا ہے۔

كان قليل اللحية له شعرات بال تھے۔ (تاریخ ابن کثیر ص ۳۲۱)

طوال۔

ایک شخص نے فنیکیں کے بال اکھڑ دیے۔ حالانکہ اس کی پوری ڈاڑھی تھی تو حضرت
زین عبد العزیزؓ نے اس کو فاسق قرار دیتے ہوئے اس کی شہادت قبول نہ کی سلف تو اتنی
رہی حرکت کو بھی بدعت محدثہ کہتے تھے۔ پوری تفصیل آگے آرہی ہے بھلا مجوسیوں کی
رح ڈاڑھی خشنی کرنے کی کوئی جرأت یا جسارت کر سکتا ہے؟ یا چند دن سے زیادہ کی
ونڈی ہوئی ڈاڑھی کو شارع علیہ السلام کے منشاء کے مطابق سمجھ سکتا تھا؟ البتہ مودودی
ماحب کو صفحوں کے صفحوں میں ایک سطر بھی ایسی نظر نہ آئی جس میں قبضہ تک ڈاڑھی
لھنا ضروری ہوتا۔ سچ ہے ومن لم يجعل الله له نوراً فما له من نور ۷

گر نہ بیند بر دز شپہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

اللهم انی اعوذ بک من علم لا یتفح۔ امین یا رب العالمین۔

ڈاڑھی تواریخ میں

تواریخ میں لکھا ہے کہ جب کسری شاہ ایران نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب
مارک پھاڑ کر اپنے ماتحت گورنر میں بازان کو لکھا کہ دو آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیج
جہاں حضور علیہ السلام کو میرے پاس بھیج دیں۔ بازان کے دو آدمی جب حضور علیہ السلام
کے پاس حاضر ہوئے۔ تو ان دونوں کے ڈاڑھیاں مونڈی ہوئی تھیں اور بڑی بڑی
رہیں تھیں۔

۱۔ امام زہری ابن شہاب استاذ امام اعظم ابو حنیفہؒ

وكان على ذى الفرس من
حلق لحاهم واحفاء شواربهم
فكره صلى الله عليه وسلم النظر
اليهما وقال ويلكما من
امركما بهذا ؟ قالا امرنا
ربنا يعنينا كسرى فقال
رسول الله صلى الله عليه وسلم
ولكن ربى قد امرنى باعفاء
لحيتى وقص شاربى
ان دونوں کی مجوسیوں کے فیشن کے
مطابق ڈاڑھیاں منڈی ہوئی تھیں اور بڑی بڑی
مونچھیں تھیں تو حضور علیہ السلام کو ان کی پرکڑہ
شکل بہت ہی ناپسند آئی، اور آپ نے فرمایا تم
پر ہلاکت ہو۔ تم کو کس نے ایسی مکروہ شکل
بنانے کا حکم دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے
رب کسری نے حضور نے فرمایا۔ لیکن میرے
رب نے تو مجھے ڈاڑھی رکھنے اور مونچھیں کٹوانے
کا حکم دیا ہے۔

غور کیجئے وہ دونوں مہمان تھے سیفیر تھے۔ کافر تھے۔ ہمارے مذہب کے پابند ہی نہ تھے
مگر چونکہ ان کی یہ بری صورت فطرت سلیمہ کے خلاف تھی۔ اور شیطان لعین کے حکم کی اطاعت
اس لئے حضور سے ان کی یہ مکروہ شکل دیکھنی گوارا نہ ہو سکی۔ ان سے مونہہ موڑ لیا اور ان کو بدو
جملہ فرمایا کہ تم پر ہلاکت ہو۔ ساتھ ہی یہ بھی تصریح فرمادی کہ میرے رب تعالیٰ نے تو مجھے پورے
ڈاڑھی رکھنے اور مونچھیں کٹانے کا حکم فرمایا ہے، گویا جو ڈاڑھی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور جس کا
حکم دیا ہے اسکی مقدار وہ ہے جو حضور علیہ السلام نے خود رکھ کر بتلائی کہ سینہ مبارک کو
دیتی تھی۔ مودودی صاحب کی چند روز سے زیادہ کی مونڈی ہوئی ڈاڑھی ہرگز اللہ تعالیٰ
اسکے رسول علیہ السلام کی نشانہ نہیں پس آپ کے محب امتیوں کو غور کرنا چاہیئے کہ جو لوگ
مجوسیوں کی اتباع کر کے روزانہ ڈاڑھیاں منڈاتے ہیں اور ان کے یہ اعمال روزانہ فرشتے
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کرتے ہیں تو حضور علیہ السلام کو یہ حرکات دیکھ کر
ہوتا ہوگا۔ اور جب میدان قیامت میں حضور کے امتی ایسی مکروہ صورت میں حضور کے سامنے پیش
تو اسوقت اگر حضور ان سے مونہہ موڑ لیں تو کتنا بڑا خسارہ ہے

اگر آسماں اُفتم اسیدِ زندگی دارم
 وگرا ز طاقِ ابرویت بیفتم برنمے خیزم
 تفسیر درمنشور میں ہے کہ ایک جو سی جس کی بڑی بڑی مونچھیں تھیں اور ڈاڑھی منڈنی
 ہوئی تھی حضور علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔

فقال له النبي صلى الله عليه وسلم ما هذا قال هذا
 اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ کیا برا طریقہ ہے۔
 فی دیننا فقال ولکن فی
 اس نے کہا یہ تو ہمارے دین میں ہے تو حضور
 علیہ السلام نے فرمایا لیکن ہمارے دین میں
 تو یہ ہے کہ مونچھیں کٹائی اور ڈاڑھی بڑھائی جائے۔
 تعفی اللہ عنہ

ان دونوں عبارتوں سے صاف واضح ہو گیا کہ خدا کا حکم اور رسول اللہ کا دین پوری ڈاڑھی
 رکھنا ہے نہ کہ چند دن سے زیادہ کی مونڈی ہوئی نیز حضور نے ڈاڑھی عرب کے رواجِ ملکی یا اپنے
 مذاقِ طبعی کی بنا پر نہیں رکھی جیسے کہ جناب مودودی صاحب نے رسائل و مسائل جلد اول ص ۳۱
 پر گل افشانی فرمائی ہے، بلکہ خدا کا حکم اور خدا کا دین سمجھ کر رکھی تھی۔

ایک اہم تنبیہ

حدیث کی مشہور کتاب تنویر میں ایک حدیث جس کو شرعِ شریعت الاسلام سے علامہ محمد
 ہاشم سندھی نے ”بیاض“ میں نقل کیا ہے۔ یوں ہے:-

عن عمر بن شعيب عن ابيه
 عن جده انه صلى الله عليه وسلم
 كان يأخذ من لحيته طولاً
 وعرضاً اذا زاد على القبضة
 كذا في التنوير۔
 عمر بن شعیب اپنے باپ شعیب سے
 وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور
 علیہ السلام اپنی ڈاڑھی مبارک طول و عرض
 سے کچھ کچھ ترشوا دیا کرتے تھے جب کہ وہ ایک
 قبضہ سے زیادہ ہو جاتی تھی۔

یہ حدیث ترمذی میں بھی آئی ہے مگر اس میں اذا زاد علی القبضۃ کاللفظ نہیں اور اس طرح غیر واضح ہونے کی وجہ سے یہ وہم ہو سکتا تھا کہ ایک قبضہ سے شائد کم کا ترشوانا بھی جائز ہو، حالانکہ کم ترشوانا خود حضور کے فرمان اور چودہ سو سال کے اجماع و تعامل کے خلاف ہے، اس لئے علامہ علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ اس کا مطلب یہی ہے، کہ قبضہ سے زیادہ حصہ ترشوانا پیا ہیے۔

سیحی استعباب اخذ : عنقریب آگے آئے گا کہ دائی کا طول و عرض
اللمحیہ طولا وعرضا ولكنہ سے کچھ ترشوانا مستحب ہے لیکن یہ ترشوانا مطلق
مقید بما اراد علی نہیں بلکہ اس شرط کے ساتھ مقید ہے کہ جب دائی
القبضۃ۔ (مرقات ص ۴۵) ایک قبضہ سے لمبی ہو جائے تب ترشوائی جائے۔

اور پھر آگے ص ۴۲ پر ترمذی کی حدیث پر تحریر فرمایا ہے کہ

وقید الحدیث فی شرع یہ حدیث مطلق نہیں بلکہ اس شرط کے ساتھ
الشرعۃ بقولہ اذا زاد علی شرع شرمۃ الاسلام میں مقید کیا ہے کہ حضور
قدرا القبضۃ وجعلہ فی علیہ السلام ایک قبضہ سے زیادہ حصہ کو طول و عرض
التنویر من نفس الحدیث۔ سے ترشوا دیا کرتے تھے اور ایک قبضہ سے زیادہ کی

صراحت حدیث کی کتاب تنزیہ میں خود اصل حدیث میں موجود ہے۔

پھر حضرت علامہ علی قاری ترمذی کی اسی حدیث کی شرح میں نہایت شرح ہدایہ

سے لائے ہیں۔

وفي التمهية شرح الهداية ہم اہل سنت کے نزدیک دائی کم از کم :
واللمحیۃ عندنا طولها بقدر ایک قبضہ جتنی رکھنی ضروری ہے اور اس سے زیادہ
القبضۃ بضعہ انکاف وما کا کافی تا واجب ہے بوجہ ترمذی کی اس حدیث
وماء ذلک يجب قطعه لما کے جس میں ہے کہ حضور علیہ السلام دائی کو

روى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه كان ياخذ من طولها وعرضها اودجه ابو عيسى في جامعه -

لیکن اس واجب سے مراد سنت مؤکدہ ہے جیسے کہ مرقات میں تصریح ہے اور آگے آرہی ہے۔ اور اسی حدیث کی شرح میں علامہ طیبی فرماتے ہیں الاخذ من الاطراف قليلا کہ مراد اطراف سے، ذرا ذرا تراشنا ہے اور علامہ ابن الماکل فرماتے ہیں تسوية شعر اللحية سنة وهي ان يقص كل شعرة اطول من غيرها ليستوي جميعها کہ دائرہ کی بالوں کا برابر کرنا سنت ہے اس طرح کہ جو بال دوسرے بالوں سے بڑھ کر باہر نکل جائے اس کو تراشنے تاکہ سب دائرہ ہی برابر ہو جائے۔

دائرہ ہی حضرات تابعین میں

ترمذی کی اس حدیث کی شرح کے ذیل میں علامہ علی قاری امام غزالی کی ایضاً العلوم سے لائے ہیں۔

وفي الاحياء وقد اختلفوا	سلف میں دائرہ کی لمبائی میں یہ اختلاف
فيما طال من اللحية فقل	ہوا ہے کہ بعض نے کہا کہ آدمی دائرہ کو مٹھی میں
ان قبض الرجل على لحيته	پکڑ کر مٹھی سے زائد کو کاٹ دے کہ عبد اللہ بن
واخذ ما تحت القبضة	عمر (اور ابو ہریرہ اور حضرت عمر) اور تابعین کی ایک
فلا بأس به وقد فعله	جماعت نے ایسے کیا ہے اور امام شعبی اور ابن
ابن عمرو جماعة من	سیرین نے اسی کو پسند کیا ہے لیکن حسن بصری اور
التابعين واستحسنه	قتادہ وغیرہ نے اس کو ناپسند کیا اور کہا کہ دائرہ
الشعبي وابن سيرين	کو بالکل چھوڑ دینا بہتر ہے۔ بوجہ فرمان حضور علیہ

وكره الحسن وقتادة
ومن تبعها وقالوا تركها عافية احب لقله
عليه الصلوة والسلام اعفوا للحج لكن لظواهر
القول هو الاول فان الطول المفرط يشوه
الخلقة ويطلق السنة المختارين بالنسبة
اليه فلا بأس للاحتراز عنه على هذه النية۔

السلام کے کہ ڈاڑھی بڑاؤ لیکن قول ظاہر
وہ مٹھی سے زیادہ کٹوانے والا ہی ہے۔ کیونکہ
بے ڈھب لمبی ڈاڑھی چہرے کی زینت کو
خراب کر دیتی ہے اور غیبت اور تمسخر کرنے والوں
کی زبانوں کو کھول دیتی ہے۔ پس اس نیت سے
کٹوانے میں کچھ ہرج نہیں۔

ملاحظہ فرمائیں حضرات صحابہ و تابعین کو تو ڈاڑھی میں دو ہی صورتیں نظر آتی تھیں ایک
مطلقاً چھوڑ دینا بوجہ حضور کے فرمان کے کہ ڈاڑھیاں بڑھاؤ۔ اور دوسرے قبضہ سے زیادہ کا
ترشوانا بوجہ فعل حضور علیہ السلام و صحابہ کرام کے اور قبضہ سے کم کے ترشوانے کو حضرت
عینیؑ مجوسیدوں کا فعل فرماتے ہیں اور صاحب درمختار مغاربہ اور معجزوں کا فعل بتلاتے ہیں
جیسے کہ آگے آ رہا ہے اور اس کے جائز ہونے کا قائل سلف و خلف کوئی بھی نہیں ہوا جیسے
کہ پیچھے درمختار سے صراحت گزری ہے۔ البتہ چودھویں صدی کے خود ساختہ مجدد جناب
مودودی صاحب کو ہی بمصداق ”بیروزہ اگرچہ گندہ لیکن ایجاد بندہ“ چند دن سے
زیادہ کی مونڈی ہوئی ڈاڑھی شارع علیہ السلام کا منشا معلوم ہوئی گو وہ سلف کے نزدیک
مجوسیدوں کا فعل تھی۔ ع

وائے گرد پس امروز بود فردائے

مزید رعایت

جناب مودودی صاحب نے خشنودی والوں کے لئے تو دلیری سے ”چند دن سے
زیادہ“ کی منڈی ہوئی ڈاڑھی کی گنجائش نکال دی۔ لیکن بہت سے بالکل مونڈی ڈاڑھ
والے بھی چونکہ تحریک کے ”متفقین“ میں سے تھے۔ اس لئے جناب مودودی صاحب نے بہر
اور بے لفظوں میں بعض ایسی سطریں بھی لکھ دیں جس سے ”صفا چٹ“ حضرات کی بچ

ہوئی ہو جائے۔ ع

جناب شیخ کا نقش قدم یوں بھی ہے اور یوں بھی

چنانچہ لکھتے ہیں۔

”آپ کا یہ خیال کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جتنی بڑی ڈاڑھی رکھتے تھے اتنی ہی بڑی ڈاڑھی رکھنی سنت رسول یا اسوۂ رسول ہے۔ یہ معنی رکھتا ہے کہ آپ ﷺ عادات رسول کو بعینہ وہ سنت سمجھتے ہیں جسکے جاری اور قائم رکھنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام مبعوث کیے جاتے رہے ہیں مگر میرے نزدیک صرف یہی نہیں کہ یہ سنت کی صحیح تعریف نہیں بلکہ میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ اس قسم کی چیزوں کو سنت قرار دینا اور پھر ان کے اتباع پر اصرار کرنا ایک سخت قسم کی بدعت اور ایک خطرناک تحریف دین ہے۔“

(رسائل صفحہ ۳۰۸ تا ۳۰۹)

(اور اس لباس میں) بعض چیزیں ایسی ہیں جو حضور کے اپنے شخصی مزاج اور قومی طرز معاشرت اور آپ کے عہد کے تمدن سے تعلق رکھتی ہیں ان کو سنت بنانا نہ تو مقصود تھا نہ ان کی پیروی پر اس دلیل سے اصرار کیا جاسکتا ہے کہ حدیث کی رو سے اس طرز خاص کا لباس نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہنتے تھے اور نہ شرائع الہیہ اس عرض کے لئے آیا کرتی ہیں کہ کسی شخص خاص کے ذاتی مذاق یا کسی قوم کے مخصوص تمدن یا کسی خاص زمانے کے رسم و رواج کو دنیا بھر کے لئے اور ہمیشہ ہمیشہ کے سنت بنا دیں۔ سنت کی اس تشریح کو اگر ملحوظ رکھا جائے تو یہ بات با آسانی سمجھ میں آسکتی ہے کہ جو چیزیں اصطلاح شرعی میں سنت نہیں ان کو خواہ مخواہ سنت قرار دے دینا منجملہ ان بدعات کے ہے جن سے نظام دینی میں تحریف واقع ہوئی ہے۔“ (رسائل صفحہ ۳۱۳ تا ۳۱۴)

”تمدن و معاشرت کے معاملات میں دوسری چیز وہ عملی صورتیں ہیں جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اصولوں کی پیروی کے لئے خود اپنی زندگی میں اختیار کیا۔ یہ عملی صورتیں کچھ تو حضور کے شخصی مذاق اور طبیعت کی پسند پر مبنی تھیں، کچھ اس ملک کی معاشرت پر جس میں آپ پیدا ہوئے تھے اور کچھ اس زمانے کے حالات پر جس میں آپ مبعوث ہوئے تھے۔ ان میں سے کسی چیز کو بھی تمام اشخاص اور تمام اقوام کے لئے سنت بنادینا مقصود نہ تھا؛“

(رسائل ص ۳۱۷)

”پھر (یہ لوگ) اس سے زیادہ خطرناک غلطی یہ کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کو بعینہ وہ سنت قرار دیتے ہیں جس کے قائم و جاری کرنے کے لئے آپ مبعوث ہوئے تھے درآں حالے کہ جو امور آپ نے عادتاً کئے ہیں انہیں سنت بنادینا اور تمام دنیا کے انسانوں سے یہ مطالبہ کرنا کہ وہ سب ان عادات کو اختیار کر لیں۔ اللہ اور اس کے رسول کا ہرگز منشاء نہ تھا۔ یہ تحریف ہے جو دین میں کی جا رہی ہے“ (رسائل ص ۲۹۹-۳۰۰)

یہ تمام عبارتیں ڈاڑھی کے بحث میں ہیں اور خود اتنی واضح اور صاف ہیں کہ کسی مرتد تشریح کی محتاج نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ڈاڑھی رکھی وہ آپ کی عادت۔ شخصی مزاج قومی طرز معاشرت، عہد کے تمدن، ذاتی مذاق، مخصوص تمدن زمانے کے رواج۔ شخصی مذاق طبیعت کی پسند۔ اس ملک کی معاشرت۔ زمانے کے حالات کی وجہ سے تھی اس ڈاڑھی کو اسوۂ رسول یا سنت رسول کہنا ایک سخت قسم کی بدعت اور خطرناک تحریف دین ہے۔ اور اس کو تمام اشخاص، تمام اقوام اور تمام لوگوں کے لئے سنت بنادینا مقصود نہ تھا۔ جو چاہے سنت عادی کی اتباع کرنے جو چاہے نہ کرے۔ خدا انصاف! جو مغرب زدہ لوگ ڈاڑھی منڈانا ضروری سمجھتے ہیں اور ان کے نزدیک

سنت لحيہ خصوصاً غیر ضروری بلکہ ذریعہ نفرت و تمسخر ہے اور جو ”دیوانہ راہوائے بس“ کے مطابق معمولی سے معمولی جو اونگھتے کو ٹھیلے کا بہانہ بن سکے پیک کر قبول کرنے کے لئے چشم براہ ہوں ان کو جب ایسے ”مستند ملفوظات“ ہاتھ لگ جائیں تو پس پھر اندھے کو کیا چاہیے دوا نکھیں، ان کو اور کیا چاہیے۔ یہ پڑھ لینے کے بعد قیامت تک بھی وہ راہ راست پر نہ آئیں گے۔ ایسے حضرات کے لئے تو شدید قسم کی خاص اثباتی شدت اشد ضروری ہے۔ چنانچہ اس چیز کو خود مودودی حضرات نے بھی محسوس کیا۔
ملاحظہ ہو۔

علاوہ بریں مظاہر تقویٰ کے معاملہ میں بھی دوسرے مسائل کی طرح خود داعی و مصلح اول صلوٰۃ اللہ علیہ کے ذاتی اسوہ کا اتباع ہی راہ ہدایت ہے۔ اس امر کو تسلیم کرنے کے بعد یہ روایت مدنظر رکھیے ”کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کث اللحیۃ تملأ صدرہ“ اس اسوہ رسول کا اتباع کرتے ہوئے اگر آپ افراط و تفریط کی اصلاح کریں تو پھر ادھر معترضین کو عیب چینی کے مواقع کم ملیں گے۔ اور ادھر مغربیت زدہ لوگوں کے لئے طغیان نفس و ابائے اطاعت کے مواقع کمتر حاصل ہونگے۔

لیکن دوسری طرف جدید تعلیم یافتہ طبقہ ہے جس کے نزدیک مظاہر تقویٰ کے معاملہ میں سنت انبیاء خصوصاً دارِ اُصی کی سنت کا اتباع کرنا نہ صرف غیر ضروری بلکہ ذریعہ نفرت و تمسخر ہے۔ اس گروہ کی اصلاح بھی تو آخر ہمارے ہی ذمہ ہے۔ تو پھر کیا فرض پورا کرنے کے لئے وہی ”اثباتی شدت“ زیادہ کارآمد نہیں ہے جو مظاہر تقویٰ کے تحفظ میں قدیم دیندار طبقہ کی روح تھی؟

(رسائل جلد اول ص ۳۰)

یہ تو قدیم دیندار طبقہ کی اثباتی شدت ہی کی برکت تھی جو دارِ اُصی مودودی صاحب

تک پہنچ گئی ورنہ اگر پانچ سات صدی قبل ایسے مستند ملفوظات بیان کرنے والے کوئی "مرد
مجدد" پیدا ہو جاتے تو آج تک پوری کی پوری امت صفا چٹ ہو گئی ہوتی۔ جس طرح بعض
دوسرے ملکوں میں ایسے جاہل علاقے پیدا ہوئے اور عوام کو صفا چٹ بنا کر رکھ دیا۔ اعاذنا
اللہ تعالیٰ منہا۔ خدا تعالیٰ ایسی گمراہیوں سے بچائے۔ آمین

ڈاڑھی اجماع امت میں

حافظ عماد الدین ابن کثیر حنبلی اپنی تاریخ میں واقعات ۷۱۱ھ کے ذیل میں لکھتے ہیں

الامر بالزام القلندرية	قلندرية فرقة کے لوگوں پر ڈاڑھی اور منچیں
بتروك حلق لحاهم وحواجبهم	اور ابرو نہ منڈانے کی پابندی کا حکم اور یہ ڈاڑھی
وشواربهم وذلك محرم	وغیرہ منڈانا باجماع امت حرام ہے جیسے کہ ابن
بالاجماع حسب ما حكاہ ابن	حازم نے بیان فرمایا ہے گو کسی ایک فقیہ نے
حازم وانما ذكره بعض الفقهاء	مکروہ بھی کہا ہے مگر اس مکروہ سے مراد بھی حرام
بالكراهية۔ ورد كتاب من	ہی ہے۔ مورخہ ۱۰ ذی الحجہ ۷۱۱ھ میں سلطان
السلطان ايده الله الى دمشق	حسن بن محمد ايده الله كافرين دمشق پہنچا کہ قلندرية
في يوم الثلاثاء خامس عشر ذي	فرقة کے لوگوں کو پابند کیا جائے کہ وہ مسلمانوں
الحجة سنة بالنزاهم	کی سی وضع اختیار کریں (یعنی ڈاڑھی اور منچیں
القلندرية) بنى المسلمين	نہ منڈائیں) اور عجبوا۔ زر جو سیوں کی شکل و صورت
وتروك زى الاعاجم والمجوس فلا	(ڈاڑھی وغیرہ منڈا کر) نہ اختیار کریں پس اس فرقة
يمكن احد منهم من الدخول الى	کے کسی شخص کو اس وقت تک سلطان شہروں میں
بلاد السلطان حتى يتروك هذا	داخل نہ ہونے دیا جائے جب تک کہ وہ اس مبتدع
الزى المبدع واللباس المستشنع	طریقہ اور برے لباس کو نہ چھوڑیں اور جو کوئی
ومن لا يلتزم بذلك يعز شرفاً	اس حکم کا پابند نہ ہو تو اس کو شرعی سزا دے

ويقلع من قوائم قلعا هم ^{جلد ۲ ص ۲۳۳} پر ہے کہ در مختار کی اس صراحت کا کہ ایک قبضہ سے داڑھی

کسی نے بھی کم کرنے کو جائز نہیں کہا (یہ مطلب ہے کہ یہ داڑھی کا ایک قبضہ سے کم کرنا ایجا امت حرام ہے اور کم از کم ایک قبضہ داڑھی رکھنی یا جلاء امت ثابت ہے۔

داڑھی مذاہب اربعہ میں

فتہ حنفی

کتاب الآثار حضرت امام محمد باب حقہ الشعر من الوجه میں ہے۔

محمد قال اخبرنا ابو حنیفہ
عن الہیثم عن ابن عمر انه
كان يقبض على الحية شتم
يقص ما تحت القبضة قال
محمد وبه نأخذ وهو قول
ابی حنیفہ۔

امام محمد امام اعظم ابو حنیفہ سے وہ حضرت
ہیثم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن
عمر داڑھی کو مٹھی میں پکڑ کر مٹھی سے زائد حصہ کو
کاٹ دیا کرتے تھے۔ امام محمد فرماتے ہیں کہ ہمارا
عمل اسی حدیث پر ہے۔ اور حضرت امام اعظم
نے بھی یہ فرمایا ہے۔

احناف کے نزدیک ایک قبضہ سے زائد داڑھی کا کاٹنا سنت ہے۔ اور حسب تصریح
نہایہ شرح ہدایہ واجب ہے، مگر علامہ علی قاری نے لکھا ہے کہ اس واجب سے مراد سنت
موکدہ ہے۔ اور شامی میں ہے۔

ولا بأس بان يقبض
على الحية فان زاد على قبضة شي
جزء وهو سنة كما في المبتغى
واجب كما في النهاية۔

اگر کوئی شخص داڑھی کو مٹھی میں پکڑ کر
زائد کو کاٹ ڈالے تو اس میں کچھ ہرج نہیں۔
اور مبتغی میں لکھا ہے کہ یہ تراشنا سنت ہے
اور نہایہ میں لکھا ہے کہ واجب ہے۔

کیونکہ زیادہ بے ڈھب لمبی ڈاڑھی ناموزون معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ شرح عین العلم جلد اول ص ۳۲۶ پر ہے، فالفرط یزای سمجای قبیحا۔

پھر مرد کو عورتوں اور بچوں کا سردار بنایا گیا ہے اور نشانِ سرداری کے طور پر قدرت کی طرف سے اس کو ڈاڑھی بخشی گئی ہے تاکہ عورتوں اور بچوں پر اس کا رعب قائم ہو اور اس کا چہرہ باوقار رہے، چنانچہ علامہ عینیؒ شرح ہدایہ میں ایک حدیث لائے ہیں کہ کچھ فرشتوں کی یہ تسبیح ہے کہ پاک ہے وہ ذات جس نے زینت بخشی مردوں کو ڈاڑھیوں سے اور عورتوں کو مینڈھیوں سے اور اس لئے قبضہ سے زیادہ ڈاڑھی جو چہرے کے ساتھ موزوں و مناسب نہ لگتی ہو اس کا ترشوانا مباح کیا گیا۔

لیکن ایک قبضہ سے کم ڈاڑھی کا کترنا بھی حرام ہے۔ درمختار کتاب الصوم میں ہے۔

واما الاخذ منها وهي	ایک قبضہ سے کم ڈاڑھی کے کترنے کو
دون ذلك كما يفعله بعض	جیسے کہ بعض مغربی عیسائی اور یہودی کرتے ہیں
المغاربة ومحنة الرجال فلم	کسی نے بھی جائز نہیں کہا۔ اور ساری کاکرتلیا
يبحه احدٌ واخذ كلُّها فاعل اليهود	مونڈنا تو یہودیوں، ہندوؤں۔ اور عجمیوں و
والهنود والجوس الاعاجم۔ (در)	عجمیوں کا فعل ہے (درمختار) اور ان کے ساتھ
والتشبه بهم حرام (طعناوی)۔	مشابہت اختیار کرنی مسلمانوں کے لئے حرام ہے
	طعناوی۔

اور حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ عربی شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔

• وهل يجوز حلق اللحية كما	کیا لنگوں کی طرح ڈاڑھی کا
يفعله الجوالقيون۔ جواب	منڈا دینا جائز ہے؟ جواب۔ جائز نہیں
لا وظاهر كلامهم حرمة	اور فقہاء اور محدثین کے کلام سے ظاہر ہی
حلق اللحية ونقصانها من	ہوتا ہے کہ قدر سنون سے کم ڈاڑھی کا کترنا

القدیم المستون وما یقال مؤذنا حرام ہے۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ یہ سنت
انفا سنۃ فمعناها طریقتہ ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اسلامی طریقہ
مسلوکیۃ فی الدین اوان وجوبہا ہے یا اس کا واجب ہونا حدیث سے ثابت ہوا
ثبت بالسنتہ۔ ہے۔

اور شرح مشکوٰۃ فارسی میں ہے ”خلق کر دین لِحجہ حرام است و گذشتن آں بقدر
نیضہ واجب است“

ایک شبہ کا ازالہ

اوپر کے کچھ حوالہ جات میں ڈاڑھی کے متعلق سنت کا لفظ آیا ہے اور عوام میں بھی
مشہور ہے کہ ڈاڑھی رکھنی سنت ہے۔ حالانکہ ڈاڑھی رکھنی تو فرض ہے تو پھر سنت ہونے
کا کیا معنی! اس شبہ کے چند جواب ہیں۔ مگر ان سے پہلے ایک اہم علمی اور اصولی وضاحت
ذہن نشین کر لینی چاہیے۔

(۱) سنت کا لفظ مختلف معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ (الف) کتاب و سنت یہاں
سنت حدیث کے معنی میں ہے۔ یعنی قرآن و حدیث (ب) ایک سنت وہ ہوتی
ہے جو مستحب اور واجب کے درمیان ہوتی ہے۔ جیسے کہتے ہیں فرض واجب سنت
مستحب (ج) بعض جگہ سنت کا لفظ عادت کے معنی میں آتا ہے۔ مثلاً سنت اللہ
یعنی اللہ تعالیٰ کی عادت (د) بعض جگہ سنت کسی شخص کے کسی کام کے تذکرے میں
آتا ہے مثلاً قربانی سنت خلیل علیہ السلام ہے۔ یا صفا مروہ کے درمیان دوڑنا بھی
سنت حضرت ہاجرہ ہے (ه) بعض جگہ لفظ سنت مطلق رسم کے معنی میں آتا ہے
اگر وہ رسم اچھی ہوگی تو اس کو سنت حسنہ کہیں گے اور اگر وہ رسم بری ہوگی تو اس کو
سنت سیئہ کہیں گے جیسے حدیث میں من سن فی الاسلام سنتہ حسنۃ اور سنتہ
سیئۃ کے الفاظ آتے ہیں۔

(۲) تمام فرائض و ارکان اسلام حتی کہ پانچ بنائے اسلام بلکہ قرآن کا کلام اللہ ہونا بھی سنت یعنی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ یعنی حدیث شریف نے بیان کیا اور ہم ایمان لائے کہ یہ قرآن پاک نص قطعی ہے، اور اللہ تعالیٰ کا کلام پاک ہے، اور اس کا رتبہ حدیث سے بڑا ہے، یہ الحمد سے شروع ہو کر والناس پر ختم ہوتا ہے۔ اس کے تیس پارے ہیں۔ اور ایک سو چودہ سورتیں ہیں، یہ نمازیں پڑھا جاتا ہے اس کو اگر نمازیں نہ پڑھا جائے۔ بلکہ اس کے بجائے اگر احادیث پڑھی جائیں تو نماز بھی صحیح نہیں ہو سکتی۔ وغیرہ وغیرہ، تو گو یا حدیث قرآن کی سند ہے، اور اگر سند ہی غیر معتبر ہو جائے تو پھر قرآن پاک کا قرآن ہونا کسی طرح بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔

پھر حدیث نے ہی پانچ بنائے اسلام مفصل بیان کئے، اور ہم ایمان لائے حدیث نے ان کے حدود اوقات و شروط فرائض سے لے کر مستحبات اور آداب تک متعین کیے، نماز کی کسی حرکت کو فرض کہا کسی کو واجب کسی کو سنت کہا کسی کو مستحب اور ہم نے ان سب کو بحسنہ تسلیم کیا۔ اگر اب کوئی شخص حدیث شریف کے بیان کے شکل و شروط کے خلاف اپنی طرف سے چکرالویوں، پردیزیوں کی طرح نماز روزہ کا کوئی دوسرا طریقہ ایجاد کرے تو وہ مردود ہوگا، کیونکہ وہ حدیث شریف کے بیان کو شکل و شروط کے خلاف ہے۔

خلافِ پیبر کسے رہ گزید

کہ ہرگز بمنزلِ نوحا ہر سید

(۳) پھر ہی پانچ بنائے اسلام اپنی جگہ پر قطعی فرض ہونے کے ساتھ حضور علیہ السلام کا سنت بھی ہیں۔ اس طرح کہ حضور علیہ السلام نے کلمہ شہادت اور نماز خود پڑھ کر خود رکھ کر، حج خود ادا فرما کر اور زکوٰۃ و صدقات خود عطا فرما کر ہم امتیوں کو اپنے عمل میں سے ان فرائض کے صحیح طور پر ادا کرنے کا طریقہ بتایا سمجھایا۔ تو اس طرح یہ ارکان فرض

ہوتے ہوئے حضور کی سنت بھی بن گئے۔
اسی طرح ڈاڑھی کا رکھنا باوجود فرض عملی ہونے کے حضور علیہ السلام کی سنت

بھی ہے۔

پس جب یہ اہم اور قیمتی اصول ذہن نشین ہو جائے تو پھر ان منکرانِ حدیث
چکڑالوی طلوعِ اسلامی فرقوں کا بھی قطعی جواب ہو جاتا ہے۔ جو حدیث کو نہیں مانتے
کیونکہ اگر قرآن پاک کے ثبوت کے درمیان سے حدیث کو نکال دیا جائے تو پھر دنیا کی
کوئی طاقت قرآن کو قرآن ثابت نہیں کر سکتی۔ فله الحمد والمنة۔
اب اس شبہ کے جوابات ملاحظہ ہوں۔

جواب اول :

تو یہ ہے کہ ڈاڑھی رکھنی تو واجب (فرضِ عملی) ہے مگر اس کا ثبوت سنت سے ہوا
ہے، جیسے کہ اوپر حوالہ ۷۱ میں حضرت شیخ عبدالحق صاحب نے تصریح فرمادی
ہے کہ ان وجوہاتِ ثابت بالسنة (یعنی ڈاڑھی رکھنے کا وجوب سنت سے ثابت ہوا ہے)
اس کی ایک اور مثال ملاحظہ ہو۔ شامی جلد اول باب عیدین کی ابتداء میں ہے۔

وتجب صلوتہما فی الاصح	نماز عیدین قول اصح میں واجب ہے
(در) قوله فی الاصح وسماها	اور جامع صغیر میں اس کو سنت کہا گیا ہے
فی الجامع الصغیر سنة لان	مطلب یہ کہ نماز عیدین کا واجب ہونا سنت
وجوبها ثبت بالسنة (شامی)۔	(یعنی حدیث) سے ثابت ہے۔

بلکہ ہر واجبِ سنت سے ثابت ہوتا ہے۔ درمختار باب وتر میں ہے۔

هو فرض عملاً واجباً اعتقاداً	نماز وتر عملاً فرض، اعتقاداً واجب ہے
سنة ثبوتاً۔ در۔ ای ثبوتہ علم	اور ثبوتاً سنت ہے۔ یعنی وتر کے واجب
من جهة السنة لا القرآن۔	ہونے کا ثبوت سنت سے ہوا ہے۔

بلکہ بسا اوقات فرض قطعی بھی سنت (حدیث) سے ثابت ہوتا ہے، شامی فرائض و ضو میں ہے۔

حتی ثبت رکنیۃ الوقوف میدان عرفات میں ٹھہرنا فرض اور رکن
بعرفات بقولہ صلی اللہ علیہ حج ہے اور یہ حضور علیہ السلام کی اس حدیث
وسلم "الحج عرفة" سے ثابت ہے جو آپ نے فرمایا کہ حج عرفات میں
ٹھہرنا ہے۔

نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ فرض اور واجب میں عملاً کوئی فرق نہیں ہوتا، دونوں کا تارک ایک جیسا گنہگار ہوگا۔

جواب دوم :

یہ ہے کہ ڈاڑھی سنت یعنی ایک اچھا طریقہ ہے جیسے قربانی سنت ابراہیم ہے پس جبکہ قربانی کو سنت ابراہیم علیہ السلام کہنے سے یہ قربانی فرض ہونے سے نکل کر مستحب نہیں بن جاتی اسی طرح ڈاڑھی کو سنت رسول کہہ دینے سے یہ واجب ہونے سے نہیں نکل جاتی اور اس کا منڈانا حرام ہی رہتا ہے، یعنی ڈاڑھی سنت ہے، یعنی دین کا ایک اچھا چالو طریقہ ہے۔ جیسے حضرت شاہ عبدالحقؒ نے ۶۱ میں تصریح فرمائی ہے۔

فمعناه طريقة مسلوكة ڈاڑھی سنت ہونے کا معنی یہ ہے کہ یہ دین

فی الدین۔ کا ایک چالو اور مشہور اچھا طریقہ ہے۔

اس کے دوسرے نظائر بھی مل سکتے ہیں مثلاً علامہ شامی نے کتاب العیدین میں تکبیرات تشریق کے موقع پر ایک مطلب کی حاشیہ پر صراحت فرمائی ہے۔

مطلب اطلاق اسم کہ لفظ سنت کا واجب پر بولنا درست

السنة علی الواجب۔ ہے اور کتاب میں لکھا ہے۔

واطلاق اسم السنة علی واجب کو سنت کہہ دینا جائز ہے، کیونکہ

الواجب جائز لا ت السنة سنت پسندیدہ طریقہ اور اچھی عادت کا نام ہے
 عبارة عن الطريقة المرضية اور ہر واجب کی یہی صفت ہوتی ہے اور اسی قبیل
 والسيرة الحسنة وكل واجب لهذا سے فقہاء کا قعدہ اولیٰ کو سنت کہہ دینا ہے۔
 صفته قلت ومنه اطلاق كثير حالانکہ وہ واجب ہے۔
 على القعود الاول انه سنة۔

پس یہ تصریحات سے اس بحث میں اب تو یہ روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ
 جہاں کہیں بھی لفظ ”من القدر المسنون“ یا ”بقدر المسنون“ یا ”والسنة فيها القبضة“
 آیا ہے اس کا یہی مطلب ہے، اور نصاب الاحتساب کی اس عبارت کا بھی یہی مطلب ہے۔

قال عليه السلام- احفوا حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ نہ ٹھیس
 الشوارب واعفوا اللحي ای کٹاؤ اور ڈاڑھی بڑھاؤ۔ یعنی مونچھوں کو کتر و اور
 قصوا الشوارب واتركوا اللحي ڈاڑھی کو اپنی حالت پر بڑھاؤ۔ اور جب تک وہ
 كماهي ولا تقطعوها ولا تخلقوها ایک قبضہ بھر نہ ہو جائے۔ اس کو نہ کٹاؤ
 ولا تنقصوها من القدر المسنون نہ منڈاؤ۔ نہ گھاؤ۔ اور صحیح مقدار ایک
 وهو القبضة۔ مٹھی ہے۔

نیز واضح رہے کہ ”مسنون“ بعض دفعہ ”صحیح“ اور ”مطابق شریعت“ کے معنی میں بھی
 آیا ہے۔ مثلاً کہتے ہیں کہ فلاں کام کا مسنون طریقہ یوں ہے اور فلاں چیز کی مقدار مسنون اتنی
 ہے۔

نیز یہ بھی واضح رہے کہ کسی فرض واجب وغیرہ کو مطابق سنت نبوی ادا کرنے سے
 ابتداء سنت کا بھی ثواب ملتا ہے اور اس کو چھوڑ دینے سے ترک سنت کا بھی وبال آتا
 ہے۔ تو یہی حال ڈاڑھی کا ہے کہ اس کے قبضہ سے کم کترانے یا منڈانے سے علاوہ فرض علی
 کی مخالفت کے ترک سنت بھی لازم آجاتا ہے۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ منہا۔

تیسرا جواب :

یہ ہے کہ جہاں روایت ع اور ع میں "من القدر المسنون" اور "السنة فيها القبضة" آیا ہے، وہیں "لم یجہ احد" اور "حرمة خلق اللحية" اور "خلق اللحية حرام" کے الفاظ ساتھ ہی موجود ہیں۔ اور ان تصریحات کے ہوتے ہوئے کوئی عقل کا اندھا یا نیت کا کھوٹا شخص ہی ڈاڑھی کو معمولی سنت سمجھ کر اس کی بے حرمتی کر سکتا ہے۔ اس تشریح سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ عوام میں جو مشہور ہے کہ ڈاڑھی رکھنی سنت ہے تو اس کی وجہ بھی وہ مغالطہ ہے جو بعض اہل علم کو سنت کا معنی سمجھنے میں لگ گیا۔

چوتھا جواب :

چوتھا جواب جو سب سے مضبوط اور قیمتی ہے وہ یہ ہے کہ پنجابی کی ایک مشہور مثل ہے کہ "اصلوں کو اشارہ کم اصلوں کو سونٹا" عشق و محبت کا تقاضا بھی یہ ہے کہ محبوب کی ہر اوپر آدمی مر مٹنے کا عزم و ارادہ رکھے اور اس کے ہر حکم نہیں نہیں بلکہ ہر اشارہ کو واجب التعمیل سمجھے اور جہاں محبت کامل ہو وہاں تو چہرے کے تیور ہی حکم صریح کا درجہ رکھتے ہیں۔ اصلی عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ کرام کے بے شمار ایسے واقعات ملتے ہیں کہ ان کو صرف حضور علیہ السلام کی رضا ہی مطلوب اور مقصود زندگی تھی۔ حضور کے چہرے کی گرانی ہی ان کے لئے ناقابل برداشت ہو جاتی تھی کہاں کے واجب اور کہاں کے سنت اور کہاں کے حکم اور کہاں کے اشارے۔ یہ سونٹے تو ہم جیسے بے عقلوں اور کم اصلوں کے لئے نہیں در نہ وہاں تو یہ حالت تھی کہ اگر کسی صحابی کو شبہ ہی پیدا ہو گیا کہ حضور کو یہ بات ناگوار ہے یا دوسوہ ہی آگیا کہ یہ بات حضور کو مطلوب ہے تو بپوچھے بغیر ہی تعمیل ہو جاتی تھی چنانچہ دوچار واقعات ملاحظہ ہوں۔

(۱) عمرو بن عاص کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم حضور علیہ السلام کی خدمت میں آئے، ان پر کسم کی زنگی ہوئی ایک چادر تھی، حضور علیہ السلام نے دیکھی تو

آپ کو کچھ پسند نہ آئی، حضرت عبداللہ بھی سمجھ گئے، مگر جا کر چادر چوڑھے میں جلا دی۔ بعد میں حضور کو علم ہوا تو فرمایا کہ تمہارے ساتھ تو اچھی نہ لگتی تھی تو گھر میں کسی کو دے دیتے۔ کسی اور کے کام آجاتی۔

فائدہ۔ اگرچہ چادر جلانے کی ضرورت نہ تھی کہ کچھ بھی ارشاد نہ تھا، مگر عشق میں سوچ کا کیا کام، ہم جیسا کوئی نالائق ہوتا تو ہزاروں جحتیں اور احتمالات نکالتا پھرتا۔

(۲) حضور علیہ السلام نے ایک انصاری کا پختہ مکان دیکھا۔ حضور کو پسند نہ آیا۔ ان انصاری کو بھی حضور کی ناپسندیدگی معلوم ہو گئی، فوراً مکان کو گرا کر زمین کے برابر کر دیا۔ پھر ایک دفعہ حضور علیہ السلام کا اس طرف گزر ہوا تو مکان نہ دیکھ کر پوچھا، صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کی ناپسندیدگی کا علم ہونے پر اس انصاری نے مکان کو گرا دیا؟ فائدہ۔ یہ ہیں کمال عشق کی باتیں کہ مکان گرا کر حضور کو جتلیا تک نہیں کہ میں نے حضور کی ناپسندیدگی کی وجہ سے مکان گرا دیا۔ ہمیں اپنے ایمانوں کا وزن کرنا چاہیے کہ حضور کے مرتع فرمان ڈاڑھی کے ساتھ ہم کتنی جحتیں نکالتے ہیں۔

(۳) حضرت وائل بن حجر کہتے ہیں۔ میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا میرے بال بڑھے ہوئے تھے، حضور نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ ذباب، ذباب میں سمجھا میرے بالوں کے متعلق فرما رہے ہیں، فوراً جا کر بال کٹوا دئے، دوسرے دن پھر حاضر ہوا۔ تو حضور نے بالوں کا پوچھا میں نے عرض کیا کہ میں نے حضور کے فرمان پر کٹوا دئے۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے بالوں کا نہیں کہا۔

فائدہ۔ ذباب عربی میں مکھی کو بھی کہتے ہیں۔ اور مخوس اور بری چیز کو بھی کہتے ہیں حضور کی مراد تو کچھ اور تھی مگر اشارہ پر مرٹنے والے عاشق احتمال کب نکالتے ہیں اور منشا خواہ غلط ہی سمجھا مگر تعمیل میں دیر نہ کی۔ یہ بھی نہیں بلکہ اگر حضور نے کچھ فرمایا بھی نہ ہو ادویوں ہی محسوس ہو گیا ہو کہ حضور کی یہ خواہش ہے تو فوراً تعمیل ہوتی تھی۔ چنانچہ

(۴) حضرت عارثہ کا مکان حضورؐ کے نزدیک تھا اور حضرت فاطمہ زہراؑ کا مکان قدرے دور تھا۔ حضرت فاطمہؑ کی خواہش تھی کہ اگر حضرت عارثہ کا مکان بدل لیں تو میں نزدیک ہو جاؤں انہوں نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا مگر حضورؐ نے حضرت عارثہ کو فرمانا نہ سمجھا حضرت عارثہ کو معلوم ہوا تو دوڑے دوڑے آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں اس مکان کی ملکیت ہے۔ گو مجھے حضورؐ کی ہمسائیگی کا بڑا فخر اور شوق ہے مگر حضرت فاطمہؑ کے آپ کے قریب آجانے سے آپ کو خوشی ہوگی۔ اس لئے یہ مکان آپ انہیں دے دیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا سچ کہتے ہو۔ پھر برکت کی دعا دی اور مکان بدل لیا۔ اس سے بھی زیادہ یہ کہ حضرات صحابہ کرام کی دلی خواہش یہ ہوتی تھی کہ فلاں بات سے چونکہ حضورؐ کو خوشی ہوگی اس لئے اس طرح ہو جائے۔

(۵) حضرت صدیق اکبرؓ نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے اپنے باپ ابو قحافہ کے اسلام سے ابو طالب کے اسلام کی زیادہ خواہش اور خوشی ہے کہ ابو طالب کے اسلام سے آپ کو زیادہ خوشی ہوگی۔

(۶) اور جب حضرت عباسؓ مسلمان ہوئے تو حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے کہا کہ آپ کے مسلمان ہونے کی خوشی مجھے اتنی زیادہ ہوئی ہے کہ اگر میرے والد خطاب بھی مسلمان ہو جاتے تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی۔ کیونکہ آپ کے اسلام سے حضور علیہ السلام کو زیادہ خوشی ہوئی ہے۔

(۷) حضرت انسؓ کو معلوم ہوا کہ حضرت کدو زیادہ پسند ہیں تو اسی دن سے حضرت انسؓ نے بھی کدو کو پسند کرنا شروع کر دیا۔

(۸) ابو ایوبؓ انصاری کو معلوم ہوا کہ حضورؐ کو کچے لہسن کا کھانا پسند ہے تو حضرت ابو ایوبؓ نے فرمایا کہ آئندہ میں بھی کچے لہسن کا کھانا کبھی پسند نہ کروں گا۔ (از حکیات صحابہ) دیکھئے حضرات صحابہ کرام کس طرح حضور علیہ السلام کی پسند کو پسند اور ناپسند کو ناپسند

کرتے تھے۔ تو یہ ہیں عشق کی باتیں۔ اگر اس مسئلہ ڈاڑھی میں حضور علیہ السلام کا کچھ بھی فرمان نہ ہوتا لیکن صرف اتنا معلوم ہو جاتا کہ ڈاڑھی کا قبضہ سے کم کترنا حضور علیہ السلام کو کچھ ناپسند سا، تو اصلی عاشقوں اور حقیقی محبوبوں اور فدائیوں کے لئے تو صرف اتنا ہی کافی تھا۔ مگر اللہ اکبر۔ اب ہم لوگوں کو اپنے ایمانوں کو ٹٹولنا چاہئے اور حضور کے ساتھ زبانی عشق و محبت کا اندازہ لگانا چاہئے کہ مختلف طریقوں سے حضور ڈاڑھی کی ضرورت، اس کا اسلام ہونا، انتہائی سنت قدیمہ ہونا اس کا حکم خداوندی اور دینی کام ہونا سخت تاکید سے بیان فرماتے ہیں اور اس کے کٹانے منکدانے کو شیطان کا حکم اور قوم لوط، مجوسوں اور مشرکوں کا فعل بتا کر نہایت سختی کے ساتھ روکتے ہیں۔ تو اتنے لاتعداد سونٹوں کے بعد بھی جو بحیثیت مجموعی ”ضرب شدید“ کا حکم رکھتی ہیں ہم دودھ پینے والے مجنوں بمصدق ”خوئے بدرابہانہ بسیار“ پھر بھی سیکڑوں ججتیں اور ہزاروں جیلے نکالتے پھرتے ہیں۔ اشارہ تو رہا ایک طرف سونٹے سے بھی باز نہیں آتے، تو پھر ہم ”اصلوں“ سے تو وہ ”حکم اصل“ ہی اچھے رہے کہ جو ”سونٹے“ سے تو باز آجاتے تھے۔

نہ جب تک مرثیہ ہم خواجہ بطحا کے حکموں پر
خدا شاہد کہ کامل اپنا ایساں ہو نہیں سکتا

فقہ مالکی :

فقہ مالکی کے مشہور فقیہ علامہ محمد بن محمد غیشی مالکی الرخ الوفیہ شرح مقدمہ العزیزہ میں

فرماتے ہیں۔

ان ترك الاخذ من اللحية	ڈاڑھی رکھنا فطرت میں سے ہے اور چھوڑنے
من الفطرة وامر في الرسالة بان	کا حکم دیا گیا ہے کہ بڑھائی جائے۔ لیکن
تعفى ای نترك ولا حرج على	جس شخص کی ڈاڑھی ایک قبضہ سے لمبی ہو
من طالت لحيته بان يلاخذ	تو ایسے شخص کو قبضہ سے زائد حصہ کو کتر ڈالنے
منها اذا ارادت على القبضة.	میں کوئی ہرج نہیں۔

فتہ شافعی:

مشہور شافعی فقیہ اور محدث امام نووی حدیث خصال فطرت کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں:

والمختار تبرکھا علی حالھا مذہب مختاریہ ہے کہ ڈاڑھی کو بالکل چھوڑ
وان لا یتعرض لھا بتقصیر دیا جائے اور اس کے ساتھ کترنے اور منڈوانے
ولا غیرہ۔ کا تعرض بالکل نہ کیا جائے۔

اس پر حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔

کات مرادہ بذالک بالکل تعرض نہ کرنے سے امام نووی کی
فی غیر النسلک لان مراد شائد سوائے حج کے ہے۔ کیونکہ حضرت
الشافعی نص علی استجابہ امام شافعی نے موقع حج پر ڈاڑھی کا کچھ کترنا مستحب
فیہ۔ لکھا ہے۔

فتہ حنبلی:

کشاف القناع شرح متن الاقناع ص ۶ بلد اول میں ہے۔

(واعفاء اللحية) اور حضور علیہ السلام کی سنت ڈاڑھی کو
بأن لا يأخذ منها شیئا چھوڑ دینا ہے اس طرح کہ اس میں سے کچھ بھی نہ
ما لم یتہجن طولھا تراشے جب تک کہ وہ بہت لمبی ہو کر بری نکلے
ویحرم حلقھا ولا یکره اخذ لگے اور اس کا منڈانا تو بالکل حرام ہے۔ البتہ
ما زاد علی القبضۃ۔ قبضہ سے زیادہ حصہ کا تراشنا مکروہ نہیں۔

دیکھئے اس روایت میں منڈانے کو صاف حرام لکھا ہے اور قبضہ سے زیادہ کو تراشے
کی اجازت بھی لفظ لا یرکھ (مکروہ نہیں) سے دی گئی ہے۔ چند دن سے زیادہ کی منڈی
ہوئی ڈاڑھی۔ کو منشاء رسول کہنے والے توجہ دیں۔

یہی نہیں بلکہ شریعت میں تو نچلے ہونٹ کی چھوٹی ڈاڑھی جس کو فارسی میں "بیش
بچہ" اور عربی میں عنفۃ کہتے ہیں کے کناروں "فنیکین" کے بال کٹوانے اکھیڑنے بھی
منوع ہیں۔ امام نووی شرح صحیح مسلم میں تحریر فرماتے ہیں۔

قد ذکر العلماء فی اللہیۃ علمائے ڈاڑھی میں بارہ باتیں مکروہ لکھی
اثنا عشرۃ خصلۃ مکروہۃ ہیں جو بعض دوسری بعض سے زیادہ قبیح
بعضہا اشد قبیحا من بعض (الی) ہیں اور ان میں سے ساتویں قبیح اور مکروہ خصلت
ان قال) والسابعۃ منها نتف عنفۃ کے دونوں جانب کا اکھیڑنا ہے۔
جانبی العنقۃ (نووی ص ۱۲۹)۔

اور قتاوی عالمگیری سے شامی نے نقل کیا ہے۔

نتف الفنیکیہ، عۃ فنیکین کا اکھیڑنا بدعت ہے اور وہ عنفۃ
وہما جانباً العنقۃ کذا فی کے دونوں طرف ہیں۔
الغرائب (شامی جلد ۸ ص ۱۷۸ لکھتا ہے)

اسی طرح احیاء العلوم میں امام غزالی نے اور قوت القلوب میں حضرت شیخ
ابوطالب مکی نے اور تفسیر عرائس میں ثعالبی نے تحریر فرمایا ہے۔

شہد رجل عند ایک شخص حضرت عمر بن عبد العزیز کی
عمر بن عبد العزیز وکان عدالت میں کسی شہادت میں پیش ہوا اور
نتف فنیکیہ فرد اس کے فنیکین اکھڑے ہوئے تھے تو آپ نے
شہادتہ۔ اس کی شہادت قبول نہ کی بلکہ رد کر دی۔

احیاء العلوم کی شرح اتحاف السادۃ المتقین ص ۴۲۲ طبع مصر یہ ہے۔
قولہ فرد شہادتہ لانه آپ نے اس فنیکین اکھیڑنے والے کی
انی ببدعۃ محدثۃ لم تکن شہادت اس لئے رد کر دی کہ اس نے فنیکین

فی من السلف فزجره کھیرنے کی نئی بدعت پر عمل کیا جو بزمانہ سلف
برد شہادتہ - نہ تھی آپ نے اسکی شہادت رد فرما کر اسکو تنبیہ کی۔

غور فرمائیں کہ جب ڈاڑھی کے ذرا سے حصے کو کترنے سے آدمی بدعتی اور مردود الشہادۃ
ہو جاتا ہے تو اگر پوری ڈاڑھی منڈا دے تو اس کا کیا حال ہوگا۔ علامہ شامی نے تصریح کی
ہے۔ کہ ڈاڑھی منڈانے سے آدمی نہ صرف مردود الشہادۃ ہو جاتا ہے بلکہ فاسق بھی ہو جاتا
ہے۔ جیسے کہ آگے آرہا ہے۔

پس خلاصہ ان تمام عبارات کا یہ نکلا کہ کم از کم ایک قبضہ ڈاڑھی رکھنی فرض
ہے اور انبیاء کا اسلام، دین، ملت اور سنت قدیمہ اور فطرت صحیحہ ہے جس کا
حکم خود خداوند تعالیٰ نے دیا ہے اور از آدم تا ایں دم تمام رسولوں، نبیوں صحابیوں
تابعیوں، ولیوں، بزرگوں عالموں اور نیک لوگوں نے از اعلیٰ تا ادنیٰ ایک قبضہ ڈاڑھی رکھی
اور اس کو فرض واجب جانا اور اسکے منڈانے کو کترانے کو باجماع و اتفاق حرام و معصیت و گناہ سمجھا
اور ڈاڑھی منڈانا شیطان لعین کے حکم کی تعمیل، قوم لوط کی اتباع، یہود و منکرین
کی اطاعت مجوسیوں، عیسائیوں، ملنگوں، ملحدوں، بے دینوں، بد معاشوں بد قرآن
کی فرمانبرداری اور تابعداری گویا اعلیٰ سے ادنیٰ تک ہر قسم کے برے لوگوں کی اطاعت
اور خدا و رسول کی نافرمانی ہے۔ اعاذنا اللہ تعالیٰ منها۔

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس شعار کفر سے بچائے آمین۔

درخانہ اگر کس ست یک حرف بس ست

الحمد لله الذی بنعمته تتم الصلحت والسلام علی
سید الکائنات صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ
اجمعین۔

فقیر
محمد شمس الدین نقشبندی مجددی

دریش نزد
ہری پور ہزارہ۔

فاسق کی امامت کا بیان

چونکہ ڈاڑھی (کتر یا منڈا کر) ایک قبضہ سے کم کرنی حرام ہے اور فعل حرام پر اصرار کرنے سے آدمی فاسق ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ علامہ شامی نے تنبیہ فتاویٰ حامدیہ میں ایک سوال کے جواب میں تصریح کر دی ہے۔

سوال : ڈاڑھی منڈے شخص کی شہادت
سُئِلَ فِي شَهَادَةِ مَحْلُوقِ
اللَّحِيَةِ هَلْ تَقْبَلُ ام لَا۔

قبول کی جائے یا قبول نہ کی جائے۔

الجواب : ان الادمان علی
الصغيرة مفسق كما في البحر وقد
ذكر العلائی فی الدر المختار من النظر
والاباحة عن المجتبی والبرازية
اذا قطعت شعر رأسها اتمت و
لعت وان باذن الزوج لانه لا
طاعة للمخلوق في معصية الخالق
ولذا يحرم للرجل قطع لحيته و
المعنى الموثر التشبه بالرجال۔

بے شک گناہ صغیرہ پر مداومت کرنا
آدمی کو فاسق بنا دیتا ہے۔ جیسے کہ بحر الرائق
میں ہے۔ اور صاحب درمختار نے درمختار
کے باب خطر و باختہ میں مجتبیٰ اور برازیہ
سے بیان کیا ہے کہ جب کوئی عورت سر کے
بال منڈا یا کٹا دے تو وہ گناہ گار اور لعنتی ہو
گئی۔ چاہے یہ سر منڈانا کٹانا نہ ہو بلکہ اجازت
یا حکم سے ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ مخلوق کی اطاعت
خدا کی نافرمانی کرنے میں جائز نہیں اس لئے

مرد کو بھی ڈاڑھی کٹانا حرام ہے اور مصیبت کا سبب عورت کا مردوں کی مشابہت اختیار
کرنا ہے۔ (جو کہ حرام ہے) ایسے ہی مرد کا ڈاڑھی منڈانا عورت کی مشابہت کرنا ہے
اس لئے بھی حرام ہے۔

یعنی اگر مرد ڈاڑھی منڈا کر عورتوں کی مشابہت اختیار کرے یا عورت سر کے

بال کٹوا کر مردوں کی مشابہت اختیار کرے، دونوں صورتیں حرام ہیں چنانچہ حدیث شریف میں ہے
وعن ابن عباس قال لعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المخنثین من الرجال المتشبهات
بالرجال - وعنه ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال - لعن اللہ المتشبهین من الرجال
بالنساء والمتشبهات من النساء وبالرجال - (رواہ البخاری)

پہلی حدیث میں ہے کہ عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں کی مشابہت
اختیار کرنے والی عورتوں پر رسول اللہ نے لعنت کی ہے۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ
حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ان لوگوں پر خدا تعالیٰ نے لعنت کی ہے یعنی جو متکلفا
عورتوں کی شکل بناوے یا جو عورت تکلفاً مردوں کی شکل بناوے وہ خدا اور رسول کے
نزدیک ملعون ہیں۔ اور اگر خلقتاً کوئی عورت گہنی پیدا ہو جائے یا کوئی مرد بے ریش ہی رہے تو وہ
اس حدیث سے مراد نہیں۔ (نودی شرح مسلم) آگے تین فقہی فتاویٰ حامدیر میں ہے۔

فحیث ادمن علی فعل پس جب کہ ایسے مرتع حرام کام پر کوئی
هذا المحرم یفسق وان لم یکن شخص مدامت کرے تو وہ ضرور ہی فاسق ہوگا
ممن یتخفونہ ولا یعدونہ گا۔ اگرچہ وہ ان لوگوں میں سے نہ ہی ہو جو
قادحاً للعداۃ والمروۃ - ڈاڑھی کا استخفاف کرتے ہیں اور ڈاڑھی مثلاً
کو عدالت اور مرد کے خلاف نہیں سمجھتے۔ اس لئے ایسے شخص کی شہادت بوجہ فسق
قبول نہ ہوگی (اور اگر استخفاف اور استہزاء بھی کرے تو کافر ہو جائے گا۔)

(الاعلام بقواطع الاسلام لابن حجر مکی)

اور چونکہ فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے اس لئے ایسے شخص کو جس کی ڈاڑھی
منڈی یا کترائی ہوئی ہو، امام ہرگز نہ بنایا جاوے کیونکہ وہ حرام کام پر اصرار کرنے کی وجہ
سے مستحق توہین ہے۔ شامی جلد اول بحث امامت میں ہے۔

اما الفاسق فقد عللوا کراهۃ فاسق کی امامت مکروہ ہونے کی علت

تقدیمہ بانہ لایہتم لامردینہ۔
 وبان فی تقدیمہ لہ امة تعظیہ
 وقد وجب علیہم اہانتہ شرعاً
 ولا یخفی انہ اذا کان اعلم
 من غیرہ لا نزول العلة فانہ
 لایؤ من ان یصلی بہم بغير
 طہارۃ فہو کالمبتدع تکرہ امامتہ
 ولذا لم یجز الصلوۃ خلقہ اصلاً
 عند مالک وروایتہ عند احمد۔
 ایک تو یہ ہے کہ وہ اپنے دینی امور میں لاپرواہی
 کرتا ہے، اہتمام نہیں کرتا ہے دوسرے اسے
 امام بنانے میں اس کی تعظیم حالانکہ وہ فاسق
 ہونے کی وجہ سے (مستحق توہین ہے کہ شرعاً اس
 کی توہین کرنی واجب ہے اگرچہ وہ فاسق
 دوسرے مقتدیوں سے زیادہ علم دار ہی کیوں
 نہ ہو، مگر علت کراہت پھر بھی زائل نہ ہوگی کیونکہ
 ایسے بے پرواہ آدمی کا کیا اعتبار۔ کہ وہ بے
 وضو ہی مقتدیوں کو نماز پڑھاتا رہے۔ پس
 وہ مبتدع کی طرح ہے کہ اس کی امامت بہر حال مکروہ ہے۔ اسی لئے تو اس کے پیچھے نماز حضرت
 امام مالک، اور حضرت امام احمد کے نزدیک سرے سے ہوتی ہی نہیں۔

اور اس مکروہ سے مراد تحریمی ہے۔ جیسے کہ شامی نے بھی کبیری شرح منیہ سے اسی
 مقام پر نقل کیا ہے اور شرح منیہ میں ہے۔

وفیہ اشارۃ الی
 انہم لو قد ہوا قاسقاً
 یا شمون بناء علی ان کراہۃ
 تقدیمہ کراہۃ تحریم
 لعدم اعتنائہم بامور
 دینہ۔
 اور اس میں یہ اشارہ ہے کہ اگر مقتدیوں
 نے فاسق عالم کو امام بنایا تو وہ گنہ گار ہوں گے
 اس لئے کہ فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمہ ہے
 (کیونکہ مکروہ تحریمہ کام کرنے سے آدمی گنہ گار
 ہو جاتا ہے) کیونکہ فاسق دین کے کاموں میں
 لاپرواہی کرتا ہے۔

اور حضرت امام احمد کے مذہب کی جزی آگے آتی ہے جس میں صراحت ہے کہ اگر

لے کبیری بحث امامت

کسی فاسق امام کے پیچھے کسی مجبوری سے نماز پڑھنی ہی پڑ جائے تو اس کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے کہ آدمی کے ذمے وہ نماز بدستور باقی رہتی ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے اس لئے اس کا (اعادہ) دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ درمختار میں ایک کلیہ بیان فرمایا ہے۔

کل صلوٰۃ ادیت مع کراہۃ . جو نماز بھی کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی

التحریم تعاد وجوباً۔ جائے اس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

اس کے نیچے شامی نے ایک لمبی تفصیل معراج الدرایہ سے نقل کی ہے۔

وفی جامع التمرقاشی جامع تمرقاشی میں کہ اگر کوئی شخص بالتصویر

لوصلی فی ثوب فیہ کپڑے میں نماز پڑھے تو وہ نماز مکروہ ہوگی اور اس

صورۃ یکرہ وتجب الاعادۃ۔ قال کو دوبارہ پڑھنا واجب ہوگا۔ امام سرہنہ الاسلام

ابوالیسر ہذا ہوا حکم فی کل ابوالیسر بزدوی متوفی ۹۲۳ھ نے فرمایا کہ جو نماز بھی

صلوٰۃ ادیت مع کراہۃ التحريم۔ کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے اس کا یہی حکم ہے۔

اس عبارت کے چھ سطر کے بعد کمال بن ہمام صاحب فتح القدير کا قول دربحث ترک تعدیل سے نقل کیا ہے۔

وقال شیخنا یعنی ابن اور ہمارے شیخ ابن ہمام نے فرمایا کہ مکروہ

الہمام لا اشکال فی وجوب نماز کے دوبارہ لوٹانے میں کوئی اشکال نہیں

الاعادۃ اذہوا حکم فی کیونکہ جو نماز بھی کراہت تحریمی کے ساتھ

کل صلوٰۃ ادیت مع الکراہۃ ادا کی جائے اس کا یہی حکم ہے (یعنی اس کو

التحریم۔ دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

بلکہ جو نماز مکروہ تحریمی کے بجائے مکروہ تنزیہی سے ادا ہو اس کا دوبارہ پڑھنا گو

واجب نہیں مگر مستحب ضرور ہے۔ جیسا کہ شامی نے مکروہات فتح القدر سے نقل کیا ہے کہ۔

ان الحق التفصیل بین
کون تلك الكراهة
کراهة تحريم تجب الاعادة
او تنزيه فتستحب ای فی
حق تو یہ ہے کہ اس مسئلہ میں تفصیل
کی جائے کہ اگر کراہت تحریمی واقع ہوگئی ہو تو
دوبارہ لوٹانا واجب ہوگا اور اگر کراہت تنزیہی
ہو تو مستحب ہوگا۔ یعنی اگر نماز کا وقت موجود
الوقت و بعدہ۔
ہو تو بھی اور وقت کے بعد بھی۔

نیز یہ بھی یاد رہے کہ مکروہ تحریمی کے ساتھ ادا کردہ فرض ایک قول میں آدمی سے
ساقط تو ہو جاتا ہے مگر اس کا ثواب بالکل نہیں ہوتا جیسے کہ علامہ علی قاری صاحب
شرح مشکوٰۃ میں امام نووی سے نقل فرماتے ہیں۔

قال النووي معنی عدم
قبول الصلوة ان لا ثواب
له فيها وان كانت مجزئة
في سقوط الفرض عنه
كالصلوة في الدار المغصوبة
تسقط الفرض ولا ثواب
فيها۔ وكذا الحج بمال
حرام۔
امام نووی نے فرمایا کہ قبول نہ ہونے کا
مطلب یہ ہے کہ اس نماز کا ثواب کچھ بھی نہیں
اگرچہ وہ فرض کو ساقط کرنے کے لئے کافی ہے
جیسے غضب کردہ مکان میں نماز سے فرض ساقط
ہو جاتا ہے، مگر اس نماز کا کوئی ثواب نہیں۔
ایسے ہی حرام مال سے حج کرنا۔ اور ایک قول
یہ ہے کہ فرض بھی ساقط نہیں ہوتا۔ مزید تفصیل
کے لئے شامی باب قصار فوائت دیکھنا چاہیے۔

پس ان تمام تصریحات سے اب تو خوب واضح ہو گیا۔ کہ کم از کم ایک قبضہ ڈاڑھی
رکھنی واجب ہے اور اس مقدار سے منڈایا کترا کر گھٹانا حرام ہے جس سے آدمی فاسق
ہو جاتا ہے اور اگر کوئی امام ڈاڑھی کو کترایا منڈا کر ایک قبضہ سے کم کرتا ہے تو وہ چونکہ بوجہ
لے مرقات شرح مشکوٰۃ ص ۳۷ طبع مصر۔

عدم اعتناء و اہتمام، الامور دینیہ اور بوجہ اتباع خواہشات نفس فعل حرام کا مرتکب ہے بلکہ اس پر اصرار کرتا ہے کہ اس فعل حرام کو ہمیشہ کرتا ہے اس لئے وہ فاسق ہو گیا ہے اور فاسق امام کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے جس کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ اس لئے ایسے ڈاڑھی کترے فاسق کو امام بنانا بھی حرام ہے۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

ایک ضروری وضاحت

بعض کم علم لوگ اس قسم کے مسئلے سن کر کہہ دیا کرتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے صلوٰۃ خلف کل برو فاجر (ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو) اس کے جواب میں عرض ہے کہ اول تو یہ حدیث مرسل ہے اور اس کے مقابلے میں حضور علیہ السلام نے صحیح حدیثوں میں نہایت تاکید سے صراحتاً حکم فرمایا کہ ”اپنے امام نیک لوگوں کو بنایا کرو کیونکہ وہ تمہارے خدا کے سامنے تمہارے نمائندے ہیں“ اور فاسق بے اعتبار ہوتا ہے۔ اور بے اعتبار شخص کو نمائندہ نہیں بنایا جاتا۔ پھر فرمایا کہ ”فاسق مومن کو ہرگز امامت نہ کرائے مگر یہ کہ فاسق جابر و ظالم ہو تو اس کی اذیت سے بچنے کے لئے اس کے پیچھے نماز پڑھ لے“ نیز فرمایا ”اگر تمہیں اس بات کی خوشی ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نمازیں قبول کریں تو چاہیے کہ تمہارا امام تم سب سے زیادہ نیک ہو نا چاہئے“ گویا نماز کی قبولیت کے لئے امام کا متقی ہونا (یعنی فاسق نہ ہونا) ضروری ہے۔ نیز فرمایا کہ ”امام (مقتدیوں کی نماز کا ضامن) ہو تو جو شخص بے اعتبار ہو اس کو ضامن کون بناتا ہے۔ اور کون قبول کرتا ہے۔

دوسرے اسی حدیث کے جواب میں علامہ ابو مسعود مصری فتح المعین حاشیہ شرح کنز میں فرماتے ہیں:-

وان تقد مواجنا مع
الکراهة لقوله عليه السلام
صلوا خلف كل بر وفاجر
ويكره الاقتداء بهم کراهة
تنزيه (بحر) واقول وعلل
الزيلي الكراهة في الفاسق
بان في تقديمه تعظيم وقد
وجب عليهم اهانة شرعاً فمناً
كون الكراهة تحريمية - وفي
الاستدلال بقوله عليه السلام
"صلوا خلف كل بر وفاجر" شئ
وهو ان الدليل اخص من
المدعى لان المدعى جواز
امامة العبد والاعرابي
والفاسق مع الكراهة والدليل
يدل على امامة الفاسق فقط
وايضاً الدليل يدل على الجواز
لا الجواز مع الكراهة فالدليل
لا يطابق المدعى لان المدعى
الجواز مع الكراهة -

(نوح آفندی)

اور اگر (غلام و اعرابی فاسق وغیرہ) نماز
کے لئے آگے ہو جائیں تو نماز کراہت کے ساتھ
جائز ہو جائے گی۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے
فرمایا ہے کہ ہر اچھے اور برے کے پیچھے نماز پڑھ
لیا کرو۔ اور ان کے پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تنزیہی
ہے۔ میں کہتا ہوں کہ زلیعی نے فاسق
میں کراہت کی علت یہ بیان کی ہے کہ اس
کو امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ
وہ شرعاً مستوجب توہین ہے تو اس کا
تو مطلب یہ ہوا کہ (اگر کوئی فاسق پیش
قدمی کر کے امامت کے لئے مصلی پر کھڑا ہو جائے
تو اس کے پیچھے نماز نہ پڑھ کر اس کی توہین
کرنی واجب ہے۔ تو اس کے پیچھے نماز پڑھنی
مکروہ تحریمی ہوئی۔ تنزیہی تو نہ ہوئی۔ کیونکہ
اس طرح فاسق کی عزت افزائی ہوتی ہے
اور جب توہین واجب ہوئی تو پھر نماز پڑھنا
مکروہ تحریمی ہوئی کہ واجب کے مقابل مکروہ
تحریمی ہوتی ہے) کراہت تنزیہی نہیں بلکہ
تحریمی ہے۔ اور حضور علیہ السلام کے فرمان
صلوا خلف۔ الخ سے استدلال کرنے میں
ایک الجھن ہے وہ یہ کہ دعویٰ تو عام ہے اور

دلیل خاص ہے۔ وہ اس طرح کہ دعویٰ تو ہے۔ غلام اور اعرابی اور فاسق (تینوں) کی امامت مع الکراہت کے جواز کا اور دلیل سے صرف ایک فاسق ہی کی امامت کا جواز (وہ بھی مطلق) ثابت ہوتا ہے دوسرے دلیل ہے مطلق جواز کی، نہ جواز مع الکراہت کی (اور دعویٰ ہے جواز مع الکراہت کا۔ نہ مطلق جواز کا) پس یہ دلیل اس دعویٰ کے مطابق نہیں بن سکتی۔ پس اس حدیث سے استدلال صحیح نہ ہوگا۔

(از علامہ نور آفندی)

یہ عبارت اثبات مدعی کے لئے کافی ہے۔ مگر فقہ حنبلی کی بڑی مقبر کتاب کشف القناع شرح متن الاقناع سے اس سے بھی زیادہ وضاحت ملاحظہ ہو۔

ولا تصح امامة فاسق	فاسق علی ہو یا اعتقادی جیسے زانی
بفعل او اعتقاد۔ کزایت او	اور شیعہ دونوں کے پیچھے نماز صحیح نہیں اگرچہ
رافضی ولو کان مستورا۔	اس کا فسق پوشیدہ ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ
لقوله تعالى اقمین کان مؤمنا	فرماتا ہے کہ مومن اور فاسق برابر نہیں ہو
کمن کان فاسقا لا یستون۔	سکتے۔ نیز ابن ماجہ نے مرفوعاً روایت کیا
ولما روی ابن ماجہ مرفوعاً	ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ عورت
لا تؤمن امرأة رجلاً ولا اعرابی	مرد کو ہرگز امامت نہ کرائے۔ اور جاہل پڑھے
مهاجرًا ولا فاجرًا مؤمنًا	ہوئے کو ہرگز امامت نہ کرائے۔ اور فاسق مومن
الا ان یقهره سلطان یخاف	کو ہرگز امامت نہ کرائے۔ مگر اس صورت
سوطه او سیفه۔ وعن	میں کہ فاجر امام ظالم ہو کہ اس کے درے یا
ابن عمر عن النبی صلی اللہ	تلاور کا خوف ہو نیز ابن عمر رضی اللہ عنہما سے
علیہ وسلم اجعلوا اثمتکم	روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

خیارکم فانہم وفدکم بینکم و
 بین ربکم ولان الفاسق لا یقبل
 خبرہ لمعنی فی دینہ ولا نہ
 لا یؤمن علی شرائط الصلوۃ
 علم فسقہ ابتداءً اولاً فیعید
 الماموم ان علم فسق امامہ و
 تصح الجمعۃ والعیدین، بلا عاۃ
 ان تعذرت خلف غیہ۔ وان
 خاف اذی بترك الصلوۃ خلف
 ذلک الفاسق صلی خلفہ و
 یعید نصاً لعدم برائتہ انتہی
 مختصراً۔

اپنے امام نیک لوگوں کو بنایا کرو کہ تمہارے
 درمیان اور تمہارے رب کے درمیان نمائندے
 ہیں۔ نیز اس لئے بھی فاسق کو امام بنانا منع
 ہے کہ فاسق کی خبر ایک تو اس کی دینی حالت
 خراب ہونے کی وجہ سے ہے۔ اور اس
 لئے بھی قابل اعتماد نہیں کہ کیا خبر وہ شرائط
 نماز ہی کی پابندی نہ کرتا ہو اس کا فسق ابتداءً
 معلوم ہو یا بعد کو۔ پس مقتدی نماز کو لوٹا
 جب بھی اسے امام کے فاسق ہونے کا علم
 ہوا ہو۔ اور جمعہ اور عیدین کی نماز اگر کسی
 دوسری جگہ ممکن نہ ہو تو پھر اسی کے پیچھے
 پڑھ لے اور اگر اس فاسق کے پیچھے نماز نہ
 پڑھنے کی وجہ سے اس سے اذیت پہنچے کا خوف ہو تو پھر اسی فاسق امام کے پیچھے پڑھ لے
 اور پھر لوٹا بھی لے کیونکہ اس نماز کی ادائیگی تو ہوئی نہیں۔

اور حضرت امام عبدالوہاب شعرانی کشف الغمہ میں فاسق امام کے پیچھے نماز
 کی بحث میں صحابہ کرام کا حجاج بن یوسف کے پیچھے نماز پڑھنے کا ذکر کر کے فرماتے ہیں۔

هذا كله اذا حيف
 الفتنه من ترك الصلوۃ
 خلف ذلك الامام (الفاسق)
 كما سياتي قريباً۔

ہمارے شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ سب
 صورتیں فاسق کے پیچھے نماز جائز ہونے کی اسی
 حالت میں ہیں جب کہ فاسق کے پیچھے نماز
 نہ پڑھنے سے فتنہ کا خوف ہو جیسے کہ آگے عنقریب

آئے گا اور آگے فرماتے ہیں۔

وكان صلى الله عليه وسلم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے
 يقول لا يؤمن اعرابي مهاجرا تھے کہ اعرابی مہاجر کو اور فاجر مومن کہہ کر
 ولا يؤمن فاجر مومنا الا امامت نہ کرے مگر یہ فاسق اس کو اپنے پیچھے
 ان يقهره يخاف سطوته نماز پڑھنے پر مجبور کرے اور یہ اس کی طاقت
 اوسيفه۔ اھ یا تلوار سے ڈرتا ہو۔

ایسے ہی کبیری شرح منیر میں فاسق امام کے پیچھے نماز کی تفصیل بیان کرتے ہوئے
 لکھا ہے۔

لكن قال اصحابنا لا ينبغي ان يقتدى به (ای بالفاسق)
 الا في الجمعة للضرورة فيها بخلاف سائر الصلوة للتمكن
 من التحول الى مسجد آخر فيما سوى الجمعة وعليه يحمل
 عمل الصحابة في الاقتداء بالحجاج وعلى هذا فينبغي ان
 تكون الجمعة ايضا اذا تعددت الجوامع كما في زماننا لا
 مكان التحول۔ لیکن ہمارے اماموں نے فرمایا ہے کہ
 جائز نہیں کہ فاسق کے پیچھے نماز پڑھی جائے
 مگر جمعہ میں بوجہ اس ضرورت کے کہ جمعہ
 دوسری جگہ نہیں ہوتا۔ بخلاف دوسری سب
 نمازوں کے۔ کیونکہ ان کے لئے دوسری جگہ
 میں چلا جانا ممکن ہے سوائے جمعہ کے اور اسی
 مجبوری پر صحابہ کرام کا حجاج بن یوسف کے
 پیچھے جمعہ پڑھنا حمل کیا جائے گا۔ کیونکہ اس
 زمانہ میں جمعہ صرف ایک ہی جگہ ہوتا تھا۔ اور
 اس زمانہ میں جب کہ ہر شہر میں بہت سی
 جامع مسجدیں بن گئی۔ فاسق امام کے پیچھے

جمعہ پڑھنا بھی مکروہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ اب تو دوسری مسجدوں میں جہاں دیندار امام
 ہوں جانا ممکن ہو گیا ہے۔

اور ینبی کا لفظ بعض دفعہ وجوب کے لئے بھی آتا ہے۔ شامی آخرباب قضاء قضا

بہا کچھ اور شواہد ملاحظہ ہوں کبیری میں ہے۔

وروی محمد عن امام محمد حضرت امام اعظم اور امام ابو
ابی حنیفہ و ابی یوسف ان یوسف سے روایت فرماتے ہیں کہ نماز اہل ہوا
الصلوة خلف اهل الاهواء کے پیچھے جائز نہیں اور اہل اہوار سے مراد مبتدع
لا یجوز۔ لوگ ہیں۔

اور شرح عین العلم میں ہے۔ جلد اول ص ۴۳

عن ابی یوسف انه امام ابو یوسف علم کلام میں بحث کرنے
لا یجوز الصلوة خلف متکلم والے شخص کے پیچھے نماز جائز نہیں سمجھتے تھے
وان تکلم بحق لانه مبتدع گو حق کے بات کے متعلق ہی مناظرہ کرے۔
ولا یجوزها خلف کیونکہ وہ بدعتی ہے اور بدعتی کے پیچھے بھی نماز
مبتدع۔ جائز نہیں سمجھتے تھے۔

اور کبیری میں ہے۔

روی عن ابی یوسف انه امام ابو یوسف نے فرمایا کہ متکلم کے
قال لا یجوز الاقتداء بالمتکلم پیچھے نماز پڑھنی جائز نہیں گو وہ حق بات پر
وان تکلم بحق قال ہی مناظرہ کرے امام ہند وانی رحمۃ اللہ علیہ
الہند وانی یجوز ان یکود نے فرمایا کہ ہو سکتا ہے کہ امام یوسف کی مراد
مراده من یناظر فی دقائق متکلم سے وہ شخص ہو جو دقائق علم کلام میں
علم الکلام۔ مناظرہ کرتا ہو۔

اور کبیری میں ہی صاحب فتاویٰ مجتبیٰ سے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ ہو سکتا ہے
امام ابو یوسف کی متکلم سے مراد وہ شخص ہو جیسے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے منقول
کہ جو مناظرہ میں اپنے مد مقابل کے پمسل جانے کی خواہش رکھتا ہو اگے اصل عبارت

ملاحظہ ہو -

ومن اراد ذلة
صاحبه فقد اراد
ان يكفر فهو
قد كفر قبل
صاحبه فهذا
الخوض المنه
اور جو شخص اپنے مد مقابل کے پھسلنے
کی خواہش رکھتا ہو وہ گویا یہ چاہتا ہے کہ
اس کے مد مقابل کے منہ سے کلمہ کفر نکلے اور
وہ کافر ہو جائے تو ایسا شخص اپنی اس غلط
خواہش کی وجہ سے اپنے مد مقابل سے پہلے ہی
کافر ہو جاتا ہے تو ایسا مناظرہ منع ہے اور ایسے
مناظرے کیجئے نماز جائز نہیں۔

عنہ -

اور کبیری میں فتاویٰ قاضی خاں سے نقل کیا ہے :-

اذا كان امام الحی زانیا او
اكل رطله ان تحول الى مسجد اخر -
وكذا ينبغي اذا كان
فيه خصلة تكره بسببه
امامته لان التحريم
عن الكراهة اولی من الاتيان
بفضيلة -
جب محلہ کی مسجد کا امام زانی یا سود خوار
ہو تو مقتدی کو دوسری مسجد میں جانا جائز ہے
جب کسی امام مسجد میں کوئی ایسی بُری
خصلت ہو جس کی وجہ سے اس کی امامت
مکروہ ہو تو بھی دوسری مسجد کو جانا پابا ہے۔
کیونکہ اصل نماز کو کراہت سے بچانا زیادہ
ضروری ہے۔ بہ نسبت جماعت کی فضیلت
حاصل کرنے کے۔

اور سنئے! کبیری میں ہی آخر مسائل شتیٰ میں ہے :-

امامہ لا یاتی
بالطمانية لا یعذر فی
الاقتداء به ویقتدی
اگر کوئی امام نماز آرام سے نہ پڑھائے تو
مقتدی کو معذور نہ سمجھا جائے گا۔ بلکہ اس پر
لازم ہے کہ نماز ایسے امام کے پیچھے جا کر پڑھے جو

بسمن یا قی بھا۔ نماز اطمینان سے پڑھتا ہو۔

اور سنئے کبیری آخر شتی میں ہی ہے۔

صلی خلف
امام یلحن ینبغی
ایک شخص نے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھی
جو قرأت بگاڑ کر پڑھتا ہے تو اس شخص کو
ان یعید۔ وہ نماز لوٹانی چاہیے۔

اور ملاحظہ ہو! طحاوی حاشیہ مراقی الفلاح میں ہے۔

وفی السراج هل الافضل
ان یصلی خلف هؤلاء امر
الانفراد قیل اما فی
الفاسق فالصلوة خلفه
اولی علی القول ان امامته
مکروهة تنزیها واما
علی القول بکراهة
التحریم فلا۔
اور فتاویٰ سراج دہاج میں سوال ہے کہ کیا
زیادہ بہتر ان لوگوں (اندھے فاسق اور اعلیٰ)
کے پیچھے نماز پڑھنا ہے یا اکیلے پڑھنا ہے؟
جواب میں کہا گیا کہ فاسق کے پیچھے نماز پڑھ
لینا بہتر ہے اس قول پر کہ اس کی امامت مکروہ
تزیہی ہے۔ لیکن دوسرے قول کا اعتبار کیا
جائے کہ اس کی امامت مکروہ تحریمی ہو تو پھر
اس کے پیچھے نماز پڑھنی بہتر نہیں۔

اور اس بحث کی ابتدا میں کبیری شامی اور ابو سعود نے مذکور ہے کہ فاسق کے
پیچھے نماز پڑھنی مکروہ تحریمی ہے جس کا اعادہ واجب ہے اور بالفرض اگر مکروہ تزیہی
ہو تو بھی اعادہ مستحب تو ہے ہی جیسے کہ اوپر حوالہ میں گذرا ہے۔
اور پھر جب کہ یہ تصریح بھی صاف موجود ہے کہ:-

التحریر عن الکراهة
اولی من الاتیان بفضیلة۔
فضیلت جماعت حاصل کرنے کے
بجائے کراہت سے بچ جانا زیادہ بہتر

تو پھر فاسق کے پیچھے مکروہ تنزیہی کی شکل میں بھی نماز نہ پڑھنی ہی بہتر معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔ والحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات۔

ضروری نوٹ

یہ حوالہ جات صرف اہل علم کے غور و خوض کے لئے ہیں۔ کسی کم علم کو ان کی بنا پر مفتی بن بیٹھنا جائز نہیں۔

هَذَا مَا عِنْدِي وَالْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى
وَهُوَ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ۔



تصدیقات

محسن اتفاق سے دو رسالے دستیاب ہو گئے۔ ایک تو نظام الحق صاحب
دفتری نے دہلی سے ۱۳۲۵ھ میں بنام "القول الفائق فی امامۃ الفاسق" چھاپا۔ دوسرا
رسالہ جناب حبیب اللہ صاحب ہتھم مصری کتب خانہ کشمیری بازار لاہور نے ۱۳۲۶ھ
میں چھاپا۔ دونوں کا مطلب ایک ہی ہے کہ

جو حافظ ایک قبضہ سے کم ڈاڑھی کتراتا ہو وہ فاسق ہے اور اس
کے پیچھے تراویح پڑھنی مکروہ تحریمی ہے۔

(۱) نقل از رسالہ دہلی

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ ایک مسجد کا متقی غیر حافظ امام موجود ہے رمضان شریف
میں تراویح میں قرآن پاک سننے کے لئے ایک حافظ ہمایا گیا جس کی ڈاڑھی کتری ہوئی

ہے ایسے حافظ کے پیچھے تراویح پڑھنے کا کیا حکم ہے۔

الجواب

ناز تراویح میں کل قرآن شریف سنانا سنت ہے اور ایک قبضہ سے کتر کر ڈاڑھی کا کم کرنا حرام ہے جس کی وجہ سے وہ ڈاڑھی کتر حافظ فاسق ہو گیا پس اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، ایسی صورت میں تراویح متقی امام مسجد کے پیچھے الموترکیف سے پڑھ لے فاسق حافظ کے پیچھے نہ پڑھے۔ فقط

(مفتی اعظم ہند حضرت مولانا محمد کفایت اللہ صاحب غفرلہ)

مدرسہ امینیہ دہلی

(۲) الجواب صحیح۔ (حضرت مولانا محمد شفیع صاحب) عفی عنہ صدر مدرس مدرسہ

عبدالرب دہلی۔

(۳) بے شک یہ شخص اس فعل کی وجہ سے فاسق ہو گیا ہے اور حسب فتویٰ کبیری و شامی ایسے شخص کے پیچھے ناز مکروہ تحریمی ہے اگر توبہ نہ کرے۔

(حضرت مولانا مظہر اللہ صاحب) امام مسجد فتح پوری دہلی

(۴) مقدار قبضہ ڈاڑھی رکھنی واجب ہے اس سے کم کترانا اور منڈانا حرام ہے۔

اس لئے فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

(حضرت مولانا اشفاق صاحب) مدرسہ فتح پوری دہلی

(۵) حضرت مفتی صاحب کا جواب بالکل صحیح ہے۔

(حضرت مولانا عزیز الرحمن صاحب) صدر مفتی مدرسہ دارالعلوم دیوبند

(۶) بے شک یہ شخص جب تک توبہ نہ کرے فاسق ہے اور اس کے پیچھے تراویح

مکروہ تحریمی واجب الایعادہ ہیں۔

(حضرت مولانا محمد عبدالحفیظ صاحب) مدرسہ نعمانیہ دیوبند

(۲) نقل از رسالہ لاہور

الجواب

(۱) بلاشبہ ڈاڑھی کترے حافظ فاسق فاجر ہیں ان کے پیچھے نماز خواہ فرض ہو یا سنت تراویح مکروہ تحریمی ہے اگر بجمہوری ان کے پیچھے پڑھ لی یا پڑھنے کے بعد حال کھلاتو نماز پھیر لے اگرچہ وقت جاتا رہا ہو اور مدت گزر چکی ہو کذا فی الشاشی ڈاڑھی کترے آدمی سید قاری حافظ عالم فاضل ہونے سے مستحق امامت نہیں ہو سکتے اگر کسی مسجد میں امام ڈاڑھی کترے تو وہ مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں چلا جائے۔ انتہی مختصر - حررہ العبد الراجی رحمۃ اللہ القوی ابو البرکات سید احمد مدین دارالعلوم

حزب الاحناف ہند لاہور

(۲) اہل محلہ کے ذمے لازم ہے کہ ڈاڑھی کترے حافظ کو فوراً الگ کر دیں اور متشرع حافظ قرآن امام کے پیچھے تراویح پڑھیں۔ فقط۔ (حضرت مولانا) احمد علی عفی عنہ مقیم مسجد لائن دلی لاہور (۳) حدیث صلوٰۃ خلف کل برو فاجر ضعیف ہے لائق استدلال نہیں ڈاڑھی کترے والا مخالف شرع معلن بالفسق ہے، ڈاڑھی کے رسولی حکم کو بنظر حقارت دیکھتا ہے ایسے کی تو شہادت بھی معتبر نہیں وہ امامت کے لئے کیونکر لائق ہو۔ واللہ اعلم بالصواب۔ فقیر عبد الواحد بن عبد اللہ الغفری (۴) ڈاڑھی کا قبضہ بھر سے کم ہونا مخالف سنت رسول ہے اور ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ فقط۔ (حضرت مولانا) اصغر علی رومی عفی اللہ عنہ پروفیسر اور سنٹیل کالج لاہور

(۵) الجواب صحیح - عبدہ نور الحق پروفیسر اور سنٹیل کالج لاہور۔

(۶) الجواب صحیح - نجم الدین - معلم اعلیٰ اور سنٹیل کالج لاہور۔

نوٹ: ان شاء اللہ تعالیٰ مجلس نشر ثقافت اسلامی حقیقی کی طرف سے عنقریب ان رسالوں کو دوبارہ شائع کیا جائے گا۔

تقریظ از شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی

مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور

مکرم و محترم زادت مکارکم و زاد فضلکم۔

بعد سلام مسنون! گرامی نامہ عالی مع رسالہ (ڈاڑھی اور اسلام) کئی دن سے پہنچے تھے بندہ کی طبیعت کچھ دن سے خراب ہے اسی لئے عریضہ میں تاخیر ہوئی آپ نے وقت کی اہم ضرورت کو پورا فرمایا اور بہت مفید رسالہ تحریر فرمایا۔ حق تعالیٰ شاہد اس کو قبول فرمائیں اور لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائیں اور اس کا فرانہ شعار سے بچنے کی مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے۔ اور آپ کو داریں میں جزائے خیر عطا فرمائے۔

فقط والسلام

(حضرت مولانا) محمد زکریا (صاحب) نظم العالی

مظاہر العلوم سہارنپور

۲۵ ذی قعدہ

شہ

تقریظ از حضرت مولانا احمد علی صاحب دامت برکاتہم لاہور

مخدومی محترمی و مکرمی حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین صاحب دامت برکاتہم
از احقر الانام احمد علی عفی عنہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ جناب والا کا ارسال کردہ
مضمون "ڈاڑھی کی اسلامی حیثیت" ملا آپ نے اس مضمون کے ہر پہلو پر غور و خوض فرما کر
ہر طالب حق کے لیے تسلی بخش بنانے کی جو سعی فرمائی ہے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔ آمین
یا اللہ العالمین۔ فقط۔

۱۹۵۷
۲۷ مئی

۱۳۷۶
۲۶ شوال

لے یہ رسالہ پہلی بار اس نام سے پھر سے شائع ہوا تھا۔ ۵۲ اور دوسری بار اس نام سے لاہور ملتان وغیرہ مقامات سے پھیلا۔

تقریظ از حضرت مولانا عبدالحق صاحب صدر مدرس

مدرسہ قاسم العلوم ملتان

بعد الحمد والصلوة فقیر نے رسالہ اسلام اور ڈاڑھی“ مؤلفہ جناب مولانا قاضی شمس الدین صاحب ہزاروی خلیفہ مجاز حضرت اقدس سیدنا و مولانا محمد عبد اللہ صاحب نقشبندی مجددی دامت برکاتہم سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ مجذبیہ کنڈیاں ضلع میانوالی دیکھا۔ اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف کو جزائے خیر دے۔ مسئلہ متعلقہ کی خوب وضاحت کی ہے۔ اور قیمتی علمی مواد جمع فرمایا ہے دعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جملہ مسلمانوں کو عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔
بندہ محمد عبدالحق عفی عنہ

صدر مدرس مدرسہ قاسم العلوم ملتان

۸ صفر ۱۳۸۶ھ

تقریظ از مولانا مفتی عطاء محمد صاحب مفتی چودھواں ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى۔ فقیر نے رسالہ اسلام اور ڈاڑھی“ مؤلفہ حضرت مولانا قاضی محمد شمس الدین صاحب مدظلہ ساکن درویش (نزدہری پور ہزارہ سرحد) نہایت غور و توجہ سے مطالعہ کیا۔ اس رسالہ کے حرف حرف سے فقیر کو اتفاق ہے۔ یہ وضاحت بھی ذہن نشین ہوئی ضروری ہے کہ جیسے ڈاڑھی منڈانا فسق عملی ہے۔ ایسے ہی اس مکروہ عادت اور مردود خصلت کو مباح سمجھنا فسق اعتقادی بھی ہے۔ یعنی ایک شخص ڈاڑھی منڈاتا ہے مگر اس کو گناہ سمجھتا ہے تو یہ فسق عملی ہے۔ اور اگر گناہ نہ سمجھے تو یہ فسق عملی کے ساتھ فسق اعتقادی بھی ہے۔

جو لوگ قبضہ سے کم ڈال بھی کٹوا کر رکھتے ہیں اور پھر اس کو معصیت بھی نہیں سمجھتے
 ان لوگوں کو غور و توبہ سے یہ رسالہ پڑھنا چاہئے۔ عقائد کا مشہور مسئلہ ہے استخفاف
 المعصية صغيرة كانت او كبيرة كفر اذا ثبت كونها معصية (شرح مقاصد)
 کسی گناہ کو مباح سمجھنا کفر ہے جبکہ شرعاً اس گناہ کا گناہ ہونا ثابت ہو جائے (حق تعالیٰ
 شانہ مؤلف کی سعی کو منظور فرمائے اور مسلمانوں کو عمل کی توفیق بخشنے آمین بالنبی الصادق
 الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

فقیر عطا محمد عفی عنہ مقیم خانقاہ سراہیہ
 کنڈیاں ضلع میانوالی



داڑھی کے شرعی احکام

مُرتَبہ: مولانا محمد اختر صاحب دامت برکاتہم (ناظم مجلس اشاعت الحق کراچی)

۱۔ آج کل داڑھی کی اہمیت سے لوگ بہت غافل ہو رہے ہیں اس لئے خاص تنبیہ کی ضرورت محسوس ہوئی نیز اس کی اہمیت مختصراً بیان کرنا مناسب معلوم ہوا۔ ایک مٹھی کے برابر داڑھی رکھنا واجب ہے اس سے زیادہ ہونے پر کترانا درست ہے۔ اگر ایک مشت سے کم ہے اور کتراتا ہے تو نا جائز ہے جیسا کہ منڈانا حرام ہے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعة اللمعات میں فرماتے ہیں کہ ”ایک مشت بھر داڑھی چھوڑنا واجب ہے“۔ ایسا ہی مشہور کتاب در مختار میں ہے۔ گویا جتنی اہمیت و تر عید، بقرعید کی ناز کی ہے اتنی ہی ضروری ڈاڑھی بھی ہے بلکہ داڑھی مثل قربانی کے شعار اسلام سے ہے۔ قربانی پر مزاحمت کرنے والوں سے لڑنے مرنے پر ہم لوگ تیار ہوتے ہیں اور داڑھی کو خود کتر داتے اور منڈاتے ہیں۔ اس فعل سے توبہ جلد کرنی چاہیے کہیں موت ایسی باغیانہ اور فاسقانہ وضع میں نہ آجائے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو بہت و توفیق عمل عطا فرماویں۔ آمین۔

۲۔ داڑھی منڈانا۔ کترانا حرام ہے البتہ ایک مشت سے جو زائد ہو اس کا کترادینا درست ہے۔ داڑھی رکھنا واجب ہے جو داڑھی منڈاتا یا کٹاتا ہو اس کی شہادت بھی قبول نہیں کی جائے گی۔ داڑھی مرد کی زینت ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام رکھتے تھے ایک مٹھی داڑھی واجب ہے۔ کم کرنا گناہ ہے۔

(ماخوذ از صفائی معاملات و حاشیہ بہشتی گوہر باب بالوں کے احکام)

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مشت سے بڑھنے کے بعد اپنی مبارک داڑھی کو کچھ کچھ ترشوا کرتے تھے۔ کان یاخذ من لحیتہ طولاً و عرضاً علی قدر القبضۃ

اذا اراد على القبضه (كذا في التنوير ص ۲۹۸)۔

۴ - حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دائری کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو سپت کرو (بخاری و مسلم)
 ۵ - تاریخ طبری اور ابن کثیر میں ہے کہ شاہ ایران نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب مبارک پھاڑ کر ۲ کافروں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا جن کی دائریاں منڈی تھیں اور مونچھیں بڑی بڑی تھیں۔ آپ نے فرمایا وایکما من امرکما بهذا۔ تم پر ہلاکت ہو تم کو کس نے ایسی مکروہ شکل بنانے کا حکم دیا۔ انہوں نے کہا ہم کو ہمارے رب شاہ کسریٰ نے حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے رب نے تو مجھے دائری بڑھانے اور مونچھیں کاٹنے کا حکم دیا ہے۔

غور کیجئے کہ کفار مہمان اور سفیر کے ساتھ دائری کے معاملہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی بددعا اور ناگواری ظاہر فرمائی تو دائری منڈانے والے مسلمان جب قیامت کے دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوں گے تو کیا ہوگا؟۔

صدر مفتی دارالعلوم دیوبند سے دائری کی مقدار سے متعلق

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں۔

۱۔ دائری کی شرعی حد کیا ہے اور اطراف کے حدود کیا ہیں نیز دائری کے یک مشت ہونے کی شکل کیا ہے۔ آیا صرف ٹھڈی کے پیچھے ہی ایک مشت ہونا کافی ہے یا اطراف کا بھی ایک مشت ہونا ضروری ہے یا صرف مجموعہ کا ایک مشت ہونا کافی ہے۔

۲۔ کیا اطراف سے تراشا جاسکتا ہے یا نہیں۔ اگر تراشا جاسکتا ہے تو اس کی کیا حد ہے۔ ایک صاحب نے فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص ۱۷۲ کے حوالہ سے یہ لکھا ہے کہ (مجموعہ دائری ایک مشت سے کم نہ ہو اگر بعض بال کم ہوں حرج نہیں) نیز صفائی معالفا

کی عبارت بھی نقل کی ہے (داڑھی منڈانا کترانا حرام ہے البتہ ایک مشت سے جو زائد ہو اس کو کترادینا درست ہے اسی طرح چاروں طرف سے تقوڑا تھوڑا لینا کہ سڈول اور برابر ہو جائے درست ہے)۔

ان دونوں کتابوں کی عبارت کو نقل کر کے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ داڑھی کا صرف ٹھڈی کے سامنے مٹھی بھر ہونا کافی ہے۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان کا اخذ کرنا کیسا ہے۔ اگر مناسب ہو تو معہ حوالہ کتب کے جواب تحریر فرما کر عنون فرمائیں گے۔ نیز مطلع فرمائیے کہ فتاویٰ رشیدیہ و صفائی معاملات کی عبارت کا کیا مطلب ہے۔ المستفتی محمد شعیب عفی عنہ

اشرف المدارس ہر دوئی

۲۳ ربیع الاول ۱۲۸۶ھ

حَامِدًا وَمُصَلِّيًا الْجَوَاب

(۲۵۱) ڈاڑھی ہر جانب سے ایک مشت رکھی جاوے۔ کسی جانب سے بھی کم نہ کرائی جاوے ہاں اگر ایک دو بال کسی جانب کا مجموعی داڑھی سے بڑھا ہوا ہو تو اس کو کاٹ کر مجموعی کے برابر کر دینے میں مضائقہ نہیں اگرچہ وہ مجموعی ایک مشت تک نہ پہنچی ہو۔ جو بال ایک مشت سے زائد ہو جاوےں خواہ کسی جانب میں بھی ہوں ان کو کاٹنا درست ہے ہدایت النور نورالضحیٰ۔ درک المآرب میں تفصیل موجود ہے۔ اگر بعض بال تک نہ پہنچے تو ان کی خاطر مجموعی کو تراش کر ان کے برابر کر دینا درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

حررہ العبد محمود عفی عنہ (صدر مفتی) دارالعلوم دیوبند ۲۶/۳/۸۹ھ

الواجب بندہ نظام الدین عفی عنہ دارالعلوم دیوبند ۲۷/۳/۸۹ھ



رائے اکابر علمائے کرام و مشائخ عظام برائے تصانیف

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب

رائے عالی حضرت مولانا و مرشدنا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم
خلیفہ حضرت حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھالوی
بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد۔ کتاب معارف مثنوی کو مختلف مقامات سے دیکھا اشار اللہ مثنوی
مشریف کی خوب تشریح کی ہے گاہ بگاہ اس کو اپنے یہاں بعد عصر سناتا بھی ہوں
اس بات سے بہت ہی مسرت ہے کہ اکابر کرام نے بھی اس کو پسند فرمایا اور یہاں
کے بعض اکابر ہندوستان میں اس کی طباعت و اشاعت کے خواہشمند ہیں اللہ
تعالیٰ اس کو قبول فرمادیں اور لوگوں کو اس سے منتفع ہونے کی توفیق بخشیں۔

ابرار الحق

۲۲ صفر ۱۲۹۵ھ

تصانیف حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ

۶۰ روپے

کشکول معرفت

۶۲ روپے

معارف مثنوی

۳۹ روپے

معارف شمس تبریز

۲۶ روپے

روح کی بیماری اول حصہ

۵۲ روپے

معرفت الہیہ

۲۲ روپے

روح کی بیماری دوم حصہ

۲۶ روپے

مجاہد ابرار اول حصہ

۲۱ روپے

دنیا کی حقیقت

۲۲ روپے

مجاہد ابرار دوم حصہ

۱۲ روپے

ملفوظات شاہ عبدالغنی بھوپری

۶ روپے

رسول اللہ کی سنتیں

۱۰ روپے

صدائے غیب

۳ روپے

دستور

۴/۵۰ روپے

صحبت اہل اللہ اور اسکے فوائد

کتاب خانہ مظاہر